ہوالکل ۷۸۶ یامعین

کتاب اعمال حزب البحر کا

دوسرا حصّہ

حزب البحر کے عمل

اور تعویذ

نوشتہ امام المشائخ شمس العلماء حضرت خواجہ سید حسن نظامی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

جانشین سلطان المشائخ حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیا محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ

الف خاں نظامی کے نام

"حزب البحر کے عمل اور تعویذ" کا یہ چوتھا ایڈیشن
بھی تیسرے ایڈیشن کی طرح برادر روحانی عبدالمجید
الف خاں نظامی ساکن ڈربن افریقہ کے نام ہی معنون کیا
جاتا ہے جو آج بھی اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ
حسن نظامیؒ کے لٹریچر کی اشاعت کرنے میں
سب سے پیش پیش ہیں۔
اللہ تعالیٰ انھیں دین اور دنیا کی نعمتیں عطا فرمائے

دعا گو

حسن ثانی نظامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امام المشائخ، شمس العلماء، مصورِ فطرت
حضرت خواجہ سید حسن نظامیؒ

امام المشائخ شمس العلماء، مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی دہلویؒ ایک ہمہ صفت موصوف شخصیت کے مالک تھے۔ وہ بہت بڑے صوفی بزرگ تھے، عالم باعمل تھے۔ قوم کے مصلح تھے اردو زبان کے صاحب طرز اور بسیار نویس انشاء پرداز تھے بے مثال مقرر تھے۔ کامیاب تاجر تھے۔ غرض بے شمار صفات ان کی ایک ذات میں جمع تھیں۔

حضرت خواجہ صاحبؒ کو اس لحاظ سے نظامیہ سلسلے کا مجدد کہا جا سکتا ہے۔ کہ انھوں نے بیسویں صدی کی ابتداء میں تصوف کو نئے تقاضوں کے موافق لکھا۔ بیان کیا، برت کر دکھایا اور نظامیہ سلسلے کو ایسی وسعت دی کہ اس کی مثال موجودہ دور میں آسانی سے نہیں مل سکے گی۔ صرف ہندوستان ہی نہیں۔ دنیا کے تقریباً ہر ملک اور ہر مذہب کے ماننے والوں میں انھوں نے اپنے مرید اور فیض یافتگان چھوڑے،

حضرت خواجہ صاحب کا تعلق ایک برگزیدہ خاندان سے تھا

ان کے جدِّ اعلیٰ حضرت خواجہ سید محمد امام نظامی کو سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہیؒ نے بطور فرزند معنوی پرورش فرمایا تھا (حضرت محبوب الٰہیؒ نے خود شادی نہیں فرمائی تھی) اور خلافت سے سرفراز کر کے جانشینی کی عزت بخشی تھی۔ حضرت محبوب الٰہیؒ کی عطا کردہ ان نعمتوں کے ساتھ حضرت خواجہ سید محمد امامؒ کو یہ خصوصیت بھی حاصل تھی کہ وہ حضرت محبوب پاکؒ کے پیرو مرشد حضور شیخ الاسلام بابا فریدالدین مسعود گنج شکرؒ کے حقیقی نواسے اور حضرت محبوب پاکؒ کے مربی حضرت خواجہ سید بدرالدین اسحٰقؒ کے لائق فرزند تھے۔ ان نسبتوں کے اجتماع نے حضرت خواجہ سید محمد امام نظامی کو ایک قابل رشک حیثیت عطا کر دی تھی اور محبوبیؒ دربار میں کسی کی مجال نہ تھی کہ ان سے اونچی جگہ بیٹھ سکے۔

۲ / محرم ۱۲۹۶ھ کو جب حضرت خواجہ حسن نظامیؒ بستی درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ میں پیدا ہوئے تو ایک طرف ان کی پشت پر یہ خاندانی شرف تھا۔ اور دوسری طرف ان کے سامنے خانقاہوں اور پیرزادوں کی ابتر حالت تھی۔ چند خاص جگہوں کو چھوڑ کر اکثر مقامات پر تصوف محض رسوم اور گنڈے تعویذ کا نام رہ گیا تھا اور گنڈے تعویذ بھی ایسے جنھوں نے کاربار اور دوکانداری کی سی شکل اختیار کر لی تھی۔ علم و فضل، سند و تصدیق اور ریاضت اس دنیا سے رخصت ہو چکے تھے۔ حضرت خواجہ صاحب نے اسی ماحول میں آنکھ کھولی۔ لیکن اللہ تعالے

نے ان کو بڑے کام کے لئے بھیجا تھا۔ اس لئے انھوں نے اس رنگ میں رنگے جانے کے بجائے کسب حلال محنت مشقت اور حصول علم سے اپنی شخصیت کو آراستہ کیا اور پھر صوفیوں کو بتایا کہ تصوف جمود اور قنوطیت کا نام نہیں بلکہ حرکت اور برکت اور خدمت اور امید کا نام ہے۔ خواجہ صاحب نے تصوف کے ماننے والوں کو جہاں زندگی اور اس کے مسائل سے روشناس کرایا اور بزرگوں کی خدمات سے آگاہ کیا۔ اور جہاں انھوں نے یہ بتایا کہ اس نئے مشینی دور میں ان خدمات کا سلسلہ کس طرح جاری رکھا جا سکتا ہے وہاں ذکر و شغل اور تعویذ و عمل کی دنیا کو بھی ایک نیا رنگ و آہنگ بخشا۔ یہ دنیا بہت بدنام ہو چکی تھی۔ اس کے بارے میں بہت سی غلط فہمیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ سائنس کے زمانے میں لوگ اس کو کوئی مقام دینے کے لئے تیار نہ تھے۔ خواجہ صاحب نے لوگوں کو بتایا کہ ذکر و شغل اور تعویذ و عمل بھی سائنس ہیں۔ ان کا بھی زندگی کے حقائق سے تعلق ہے۔ ہمارے بزرگوں نے ان چیزوں کے لئے سخت ریاضتیں کی ہیں۔ زندگیاں اس کی ریسرچ میں گزار دی ہیں۔ نئے لوگ اگر اسی دل جمعی، خلوص اور محنت کے ساتھ اس کی طرف توجہ کریں۔ جس دل جمعی خلوص اور محنت سے وہ مادی سائنس کی طرف متوجہ ہیں تو یہاں ان کو مادی سائنس سے بھی زیادہ محیر العقول نتائج نظر آئیں گے۔ خواجہ صاحب نے اپنے اس دعوے کو محض تحریر و تقریر اور نظریے دکھیورہی تک محدود

نہیں رکھا بلکہ عملی حیثیت سے بھی اس کے ثبوت فراہم کئے۔ انھوں نے خود بھی عملیات اور ذکر و شغل میں ریاضت اور محنت سے کمال حاصل کیا۔ اور دوسروں کو بھی راہ دکھائی ۔ زیر نظر کتاب بھی ان کی انہی کوششوں کے سلسلے کی ایک کڑی ہے ۔جس میں دعائے حزب البحر کے عملیات ، تعویذوں اور دعاؤں کے ساتھ عملیات کے فلسفے اور سائنس پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے ۔ جس کو جانے بغیر کسی بھی دعا اور عمل سے پورا فائدہ حاصل نہیں کیا جا سکتا۔

اب تک اس کتاب کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں اور لاکھوں آدمیوں نے اس سے فائدہ اٹھایا ہے ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۷۴ھ مطابق ۳۱ جولائی ۱۹۵۵ء کو حضرت خواجہ صاحب کا وصال ہو گیا ۔ لیکن ان کا فیض اب بھی جاری ہے ۔ یہ کتاب ان کے بعد بھی بار بار چھپ رہی ہے اور ایسے لوگ بھی برابر موجود چلے آتے ہیں جنھوں نے سلسلہ بسلسلہ یا براہ راست حضرت خواجہ صاحب سے ان عملیات کو سیکھا ہے ۔ اس کی باریکیوں کو سمجھا ہے ۔ ریاضتیں کی ہیں ۔ اور وہ ان عملیات کے فیوض و برکات کے عملی ثبوت ۔ ہر وقت پیش کر سکتے ہیں ۔ انشاءاللہ یہ سلسلہ آئندہ بھی جاری رہے گا ۔ بشرطیکہ طالب علموں کا ذوق و شوق برقرار رہا ۔ اور انھوں نے خواجہ صاحبؒ کی ہدایتوں کو کما حقہ ملحوظ رکھا ۔

نیا تحفہ

اس کتاب میں حضرت خواجہ صاحبؒ نے صرف دعائے "حزب البحر" سے متعلق دعائیں تعویذ اور عملیات درج کئے ہیں۔ لیکن میں ایک نئے تحفے کے بطور اپنے حضرت سلطان المشائخؒ خواجہ سید نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ کی عطیہ بعض چیزوں کو بھی درج کر رہا ہوں۔ تاکہ کتاب کی افادیت میں اضافہ ہو جائے۔ بحمداللہ حضرت خواجہ صاحب نے مجھے ان کی اجازت عطا فرمائی ہے۔ اور میں ان کی اجازت سے عوام الناس کے لئے انھیں پیش کرتا ہوں اللہ تعالےٰ اس نظامی فیض سے سب کو بہرہ مند فرمائے۔ آمین۔

ہر مشکل کا حل} عصر کی نماز کے بعد سے مغرب تک آدمی کسی سے بات نہ کرے اور نہ کسی کام میں مشغول ہو بس خشوع و خضوع کے ساتھ (اول آخر درود شریف ہر ورد کے لئے شرط ہے) یہ تین اسم پڑھتا رہے۔ اللہ چاہے ہر مشکل آسان ہو جائے گی۔

یا اللہ ۔ یا رحمٰن ۔ یا رحیم

درود شریف} حل مشکلات کے لئے ذیل کا درود شریف پانچ سو مرتبہ پڑھا جائے اور دامن پھیلا کر دعا مانگی جائے۔

صلی اللہ علیک یا محمدؐ

خوش حال زندگی} ذیل کا ورد ایک سو بار روزانہ پڑھا جائے تو زندگی خوشحالی سے بسر ہوگی۔ اور ہر نماز کے بعد دس دفعہ پڑھنے کا ثواب اتنا ہے کہ گویا ہزار غلام آزاد کر دیئے۔

لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ ، لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئی قدیر۔

کشادگی رزق } رزق کی کشادگی کے لئے روزانہ رات کو سورۂ جمعہ پڑھنی چاہیے۔

اللہ تعالےٰ کی محبت } عصر کی نماز کے بعد پانچ مرتبہ سورہ نبا و پڑھنے سے آدمی اللہ تعالےٰ کی محبت کا اسیر ہو جاتا ہے۔

دعاگو

(خواجہ) حسن ثانی نظامی

حجرۂ قدیم درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ

اعمالِ حزب البحر کا دوسرا حصہ

دعا حزب البحر کے عمل اور تعویذ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کو پکارتا ہوں ، اللہ کی یاد کے لئے یہ کتاب شروع کرتا ہوں اور اللہ کی یاد کی طرف اس کتاب کے ذریعے سب ہم جنس انسانوں کو بلاتا ہوں ، اگر یہ کتاب ایک انسان کے نفس کو بھی مطمئن کر دے تو کامیاب ہو جائے گی ، اور میں اس کتاب کو "نفس مطمئن" کہہ سکوں گا ۔ اور دوسرا نام "ہر مراد حاصل" بھی اس کا ٹھیک ہو جائے گا ۔ اور تیسرا نام "راحت دل" بھی ، اور چوتھا نام "خوش رہنے کا طریقہ" بھی اور پانچواں نام "تسکین کامل" بھی ۔ اور چھٹا نام "لطف یقین" بھی اور ساتواں نام "ردِ وسوسہ" بھی اور آٹھواں نام "خوش باش زندگی" بھی ۔ اور نواں نام "خوش حال" بھی اور دسواں نام "رہزانبساط" بھی ۔ اور گیارھواں نام "سُرورکا سر" بھی ۔ اور بارھواں نام "اسرار سرور" بھی ۔ اور تیرھواں نام "دل شاد" بھی ۔ اور چودھواں نام "غم شکن" بھی ۔ اور پندرھواں نام "آہ میں واہ" بھی ۔ اور سولہواں نام "دستگیر مایوس" بھی ۔ اور سترھواں نام "مونس یاس" بھی اور اٹھارھواں نام "غنی غمخوار" بھی اور انیسواں نام "ہر وقت ساتھ" اور بیسواں نام "یوں خوش رہو" بھی اکیسواں نام "موج روح" بھی ۔ ان اکیس ناموں میں پانچ نام بے نقطہ ہیں ۔ اور سولہ میں نقطے ہیں لیکن سرا

کتاب کے مقصد اور ارشاد رضرورت پر حاوی ہے جس کی توضیح و تشریح آگے جا کر معلوم ہو جائیگی۔

اعمال حزب البحر :- کے نام سے تیرہ برس ہوئے میں نے ایک کتاب شائع کی تھی، جو بہت مقبول ہوئی، اور جس کے ساتھ آٹھ ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ ہر ایڈیشن ہزارہا کی تعداد میں چھپتا ہے اور بہت جلدی فروخت ہو جاتا ہے۔

"اعمال حزب البحر" کا دوسرا نام "تسخیر قہر و قہر" رکھا گیا تھا۔ اور اس میں میں نے وعدہ کیا تھا کہ بہت جلد اس کا دوسرا حصہ بھی لکھوں گا۔ لیکن تیرہ برس گذر گئے اور یہ وعدہ پورا نہ ہوا۔ حالانکہ تجارتی مفاد کا تقاضہ تھا کہ اتنی زیادہ بکنے والی چیز میں بہت جلد تیار کر کے شائع کر دیتا۔ اور جو لوگ ہمیشہ دوسرے حصے کا تقاضہ لکھتے رہتے ہیں ان کے تقاضوں سے سبکدوش ہو جاتا۔ لیکن تبلیغی کاموں کی مصروفیت اور دیگر مضامین کی کتابوں کی تیاری میں اس حصے کو لکھنے کا موقع نہ ملا۔

حزب البحر سے مجھے کیا فائدہ ہوا؟

آجکل کا زمانہ دعاؤں اور عملیات کے انکار کا زمانہ ہے، بات بات میں عقلی شبہات پیدا کرنے اور پیدا ہونے کا زمانہ ہے، مادی اسباب پر بھروسہ کرتے اور باطنی حالات و عقائد سے بے اعتقاد اور بے یقین ہونے کا زمانہ ہے، اور وہ زمانہ ہے کہ ہر شخص صرف آنکھوں سے نظر آنے والی چیزوں کو دیکھتا ہے۔ اور دل سے محسوس ہونے والی چیزوں سے بھاگتا ہے۔ اور یہ وہ زمانہ ہے کہ جس میں گذشتہ زمانہ سے دس حصے زیادہ دلوں کو بے اطمینانیاں ہیں۔ اور ہر شخص کو "پیس آف مائنڈ" "اطمینان قلب" اور "تسکین خاطر" کی تلاش ہے۔

اور یہ وہ زمانہ ہے کہ ہر شخص کو روپے کی محبت بڑھ گئی ہے اور ہر شخص روپے کی محبت کے برے نتائج سے غافل رہنا ضروری سمجھنے لگا ہے اور ہر شخص کی خانگی ضرورتیں کھانے کی پہننے کی، رہنے سہنے کی، پہلے زمانہ سے چالیس حصے زیادہ بڑھ گئی ہیں جن میں تمالیس

غیر ضروری ہوتی ہیں۔ اور صرف ایک ایسی ہوتی ہے جس کے بغیر انسان کا گذارہ نہیں ہو سکتا
ایسے زمانے میں حزب البحر نامی دعا کا شائع کرنا اور اس کے اعمال کے طریقے
لکھنا سوائے ایک تجارتی فعل کے اور کوئی مفید خلائق کام نہ سمجھا گیا ہوگا۔

البتہ جو لوگ عملیات اور دعا و تعویذ کے قائل ہیں یا جن کی معاش ان چیزوں
پر منحصر ہے یا جن کی عزت اور وجاہت عامل یا وظیفہ پڑھنے والے فقیر ہونے کی وجہ سے
ہے یا جو لوگ دعا تعویذ اور عملیات کے رسم و رواج کے سبب معتقد اور ماننے والے ہیں
وہ سب میری اس کتاب کے شائع ہونے سے خوش ہوئے اور انہی نے اس کتاب کو
بار بار خریدا اور اس کی مندرجہ ہدایات پر عمل کیا۔

لیکن ان لوگوں سے تعداد میں اور اثر و رسوخ میں بہت زیادہ آجکل ایسے لوگ
ہیں جو دعا، تعویذ کو اور اس قسم کے عملیات کو پرانا ڈھکوسلہ سمجھتے ہیں اور ان کی تاثیرات
سے قطعی انکار کرتے ہیں۔ اور ان چیزوں کو انسانی توہمات کا بڑھانے والا خیال کرتے
ہیں، اور ان میں سے بعض کا یہ کہنا ہے کہ ان دعاؤں اور عملیات سے انسانوں کی عملی
قوتیں اور جد و جہد کی مستعدیاں کمزور ہو جاتی ہیں، اور کاہلی اور ناجائز قناعت اور ہاتھ
پر ہاتھ رکھ کر بے کار بیٹھے رہنے کی عادتیں اور غیر یقینی موہوم امیدیں دلوں میں پیدا ہو جاتی ہیں

میں خود بھی ایک حد تک انہی لوگوں کا ہم خیال ہوں جن کا ذکر آخر میں کیا گیا ایک
حد تک سے مراد یہ ہے کہ منکرین کے بعض اقوال کو ٹھیک سمجھتا ہوں کہ دعاؤں اور تعویذوں
اور عملیات سے واقعی بہت لوگ توہم پرست اور کاہل و بے کار ہو جاتے ہیں مگر
منکروں کی یہ بات میں نہیں مانتا کہ ان دعاؤں اور عملیات میں کچھ اثر نہیں ہے، اور
انسان کو ان سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا اور ان چیزوں کا شائع کرنا گناہ ہے

اس واسطے میں اپنا ذاتی تجربہ لکھنا ضروری سمجھتا ہوں کہ حزب البحر کے اعمال کی جو
کتاب میں نے دوسروں کے لئے شائع کی تھی اس سے میں نے بھی کچھ اپنی ذات کے لئے

فائدہ اٹھایا یا نہیں ؟ اور میں نے بھی دعائے حزب البحر پر خود عمل کر کے دیکھا یا نہیں؟ اور مجھ کو بھی حزب البحر کی تاثیرات کا کوئی تجربہ ہوا یا نہیں ؟

لہذا میں سچ سچ بغیر کسی بناوٹ اور مبالغہ بازی اور انشاء پردازی کی لفاظی کے صفائی کے ساتھ اقرار کرتا ہوں کہ مجھے دعائے حزب البحر سے ہر قسم کے فائدے ہوئے۔

پہلا فائدہ :- جو مادی اور عقلی حیثیت رکھتا ہے کہ مجھے اس کتاب کی تجارت سے بہت زیادہ فائدہ ہوا۔ اور یہ کتاب ہمیشہ ہاتھوں ہاتھ بکتی رہی۔

دوسرا فائدہ :- یہ ہوا کہ بڑے بڑے نامور بزرگوں نے اس مجموعہ اعمال حزب البحر کی ترتیب اور طرز تالیف کو پسند کر کے یہ لکھا کہ "تمہاری سب تصنیفات میں اعلیٰ درجے کی یہی کتاب ہے" گویا ان بزرگوں نے محض حزب البحر کی برکت کے سبب میری تصنیف کی نسبت تعریفی الفاظ استعمال کئے ورنہ بزرگان دین کے طبقے میں میری دوسری تصانیف نے بہت کم اثر پیدا کیا۔ یہ کتاب نہ ہوتی تو گروہ مشائخ میں میری انشاء پردازی کا تعارف کسی بزرگ سے بھی نہ ہوتا۔ اس لئے میں اس کتاب کو اور اس کی مقبولیت کو حزب البحر کے فائدوں میں ایک فائدہ سمجھتا ہوں۔

تیسرا فائدہ :- حزب البحر سے مجھے یہ ہوا کہ پندرہ سال سے آج تک ہمیشہ میں اس کو بلا ناغہ پڑھ رہا ہوں اور کوئی عمل اور دعا ایسی نہیں ہے جس کا مجھے پندرہ سال تک لگاتار پابند رہنا یاد ہو۔ اس لئے میں اس کو حزب البحر کی برکت سمجھتا ہوں، کہ اس نے مجھ کو اپنا اتنے عرصے تک پابند بنائے رکھا۔

چوتھا فائدہ :- مجھے اس دعا کے پڑھنے سے یہ ہوا کہ ہر مصیبت اور ذاتی تکلیف کے وقت جب میں نے خدا کو پکارنا چاہا اور پکارا تو اسی دعا کے الفاظ نے میری رفاقت کی۔ اور اسی دعا کے ذریعے میں نے اپنے قلب کو اور اپنے تصور کو اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر کیا۔

پانچواں فائدہ :۔ ایسا ہے کہ میں اس کو حلف اور ایمان کے ساتھ ظاہر کرتا ہوں کہ حزب البحر واقعی نہایت باتاثیر دعا ہے۔ اور اس کی تاثیر کو میں نے نہایت نازک اور دشوار مصیبتوں اور تکلیفوں کے وقت تیر بہدف پایا اور پندرہ سال کے متواتر تجربوں کے بعد آج میں اللہ تعالےٰ کو حاضر و ناظر جان کر اقرار کرتا ہوں کہ مجھے دنیا اور اس کی زندگی میں جس قدر فائدے ہوئے اور اس دنیا کی گوناگوں تکالیف سے غیر معمولی اور حیرت خیز طریقوں سے یکایک جس طرح مجھ کو نجات ملی یہ سب اسی متبرک اور باتاثیر دعا حزب البحر کا صدقہ تھا۔

پس میں آج "اعمال حزب البحر کا دوسرا حصہ۔" پوری صداقت کے ساتھ لکھتا ہوں۔ اور اس میں تجارتی مفاد میرا اصل مقصود نہیں ہے، اگر اس حصے کی فروخت اور اشاعت بھی میرے سامنے ہے، مگر وہ اس تحریر کا حقیقی مقصود نہیں ہے بلکہ ایک ضمنی چیز ہے، اور حقیقی مقصد جو کچھ ہے اس کو میں وضاحت اور تفصیل کے ساتھ الگ الگ عنوانوں میں لکھنا چاہتا ہوں: تاکہ ہر شخص اس پر غور کر سکے اور اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے۔

غیر مسلم لوگ

ہندوستان کے باشندے جانتے ہیں کہ میں پانچ سال سے نہایت متعصب مسلمان مشہور ہوں۔ اور ہندوؤں کے ایک خاص فرقے آریہ سماج نے مجھ کو نہایت کٹر اور فریب کار اور چالاک مسلمان کا خطاب دے رکھا ہے، اور وہ عوام ہندوؤں اور دوسرے غیر مسلمین کو اس بات کا یقین دلانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں کہ میرے ہر کام میں ایک حکمت ہوتی ہے۔ اور میں اس حکمت کے ذریعے غیر مسلم لوگوں کو اسلام کی طرف راغب اور مائل کرنے کی تدبیریں کرتا رہتا ہوں۔

اگرچہ ان الزامات میں بہت مبالغہ ہے۔ اور یہ الزامات ایک حد تک سب کے سب

غلط اور بے بنیاد ہیں۔ تاہم اس میں شک نہیں کہ میں اپنے مذہب اسلام سے بہت محبت رکھتا ہوں، اور میری خواہش رہتی ہے کہ اور سب انسان بھی میرے محبوب کے عاشق اور دلدادہ ہو جائیں، لیکن میں یہ کبھی نہیں چاہتا کہ فریب یا دغا یا نامناسب حکمت عملی کے ساتھ غیر مسلم اشخاص کو اسلام کی طرف راغب کروں۔

پس یہ کتاب بھی غیر مسلمین کو مسلمان کرنے کی نیت سے نہیں لکھی جاتی لیکن میں چاہتا ہوں کہ حزب البحر کی تاثیرات سے صرف مسلمان ہی فائدہ نہ اٹھائیں بلکہ ہر قوم اور ہر مذہب اور ہر عقیدے کے انسان اس سے فائدہ حاصل کریں، اور جو اصل اور سب سے بڑا فائدہ مجھے حزب البحر سے حاصل ہوا ہے اور جس کو میں اطمینان قلب کے لفظ سے تعبیر کرتا ہوں، وہ میرے اور بھی ہم جنس انسانوں کو حاصل ہو سکے، جس کی ان سب کو میری ہی طرح تلاش اور جستجو رہتی ہے، اور مجھے یقین ہے کہ جب وہ میری اس کتاب کو اور اس کے پہلے حصے کو غور سے پڑھیں گے اور اس کی ہدایات پر عمل کریں گے تو ان کو بھی اطمینان قلب کا ویسا ہی فائدہ حاصل ہو گا جیسا اللہ تعالے نے مجھے عطا فرمایا اور وہ بھی سب اپنے آپ کو ایک "نفس مطمئن" کی شکل میں پائیں گے۔ جیسا کہ میں اپنے نفس اور وجود کو حزب البحر کی تاثیر سے مطمئن پاتا ہوں۔

جو مسلمان حزب البحر جیسی دعاؤں کو محض مسلمان قوم کے لئے مخصوص رکھنا چاہتے ہیں۔ اور غیر مسلم اقوام کو اس قسم کی دعاؤں کے پڑھنے کی اجازت نہیں دیتے وہ بڑے محدود خیال ہیں۔ اور دعاؤں کے فیضان عام کو مخصوص کر کے تمام نوع انسانی کے ساتھ بخیلی کرتے ہیں۔

میری خواہش تو یہ ہے کہ اس دعا کو ہر مسلم و غیر مسلم ادنیٰ اور اعلیٰ عورت و مرد پڑھے تاکہ اس کو اس کی برکت سے دنیاوی فائدے بھی ہوں اور وہ اس کے ذریعے اپنے دل کو بھی مطمئن کر سکے۔

یک سوئی ہر عمل کی بنیاد

دنیا کے سب جسمانی اور روحانی کام ایک بنیاد پر منحصر ہیں، اور وہ بنیاد حضوریٔ قلب اور تصور و تخیل کی یکسوئی ہے۔

تصوف اور ہندو ویدانت میں بھی حضوریٔ قلب کو تصوف کا حاصل مقصد بیان کیا گیا ہے۔ شریعت میں بھی حضوریٔ قلب بہت ضروری چیز بیان کی گئی ہے، چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ (نماز کامل نہیں ہوتی دل کی حضوری کے بغیر) اور بھی دنیا کے جتنے کام ہیں وہ کامل یکسوئی اور یکجہتی کے بغیر کسی طرح پورے نہیں ہو سکتے۔

یہی حال عملیات اور دعاؤں کا ہے کہ ان میں بھی اگر قلب پوری طرح حاضر نہ ہو اور تصور اچھی طرح یک سو نہ ہو تو اعمال اور دعاؤں کا کچھ بھی اثر نہیں ہوتا۔

حضوریٔ قلب اور تصور کی یکسوئی کے لیے تمام مذاہب اور درویشوں کے سب فرقوں نے ہزاروں طریقے بیان کئے ہیں۔ اور اسلامی تصوف میں جس قدر بنیادی اشغال ہیں ان سب کا مقصود اصلی بھی تصورات کی یکسوئی ہے۔ چنانچہ حبس دم اور اسم ذات کا پاس انفاس بھی تصور کی یکسوئی اور خطرات قلب سے حفاظت کے لیے کیا جاتا ہے۔ اور جن لوگوں کو نماز میں خطرات پیدا ہوتے ہیں ان کے لئے بھی بزرگوں نے بہت سے طریقے حضوریٔ قلب کے مقرر کئے ہیں جن میں سے اکثر کا میں نے بھی تجربہ کیا ہے، اور بعض طریقے خطرات اور ان کے معالجات پر غور کر کے میں نے خود بھی ایجاد کئے ہیں۔ اور ان نئی ایجادوں کو تصور کی یکسوئی کے لئے مفید پایا ہے اس واسطے میں یہاں بزرگوں کے بعض طریقوں کو اور اپنی بعض ایجادوں کو لکھنا ضروری سمجھتا ہوں اور ان کا پوشیدہ رکھنا مناسب نہیں سمجھتا۔ اگرچہ مجھے معلوم ہے کہ سننے

ان چیزوں کو مخفی رکھتے ہیں، اور برسوں خدمتیں لینے کے بعد ایک چیز کان میں کہہ دیتے ہیں، لیکن میں اس کی ضرورت نہیں سمجھتا کہ مفاد عامہ کی چیزیں ذاتی اغراض کے لئے مخفی رکھنی میرے عقیدے میں ایک طرح کی خود غرضی ہے۔

میں تسلیم کرتا ہوں کہ سب فقراء ذاتی اغراض کے سبب ان چیزوں کو پوشیدہ نہیں رکھتے بلکہ محض چند فقراء ذاتی اغراض میں مبتلا ہیں، ورنہ اکثر ان رموز و اسرار کو اس واسطے پوشیدہ رکھتے ہیں کہ ظاہر کر دینے سے ان امور کی بے قدری ہو جاتی ہے اور پوشیدہ رکھنے سے اور اشتیاق مکمل ہو جانے کے بعد ظاہر کرنے سے ان اسرار و رموز کی بے قدری نہیں بلکہ بڑی قدر کی جاتی ہے۔ مگر میں ہر پہلو پر غور کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اگر ان چیزوں کو ایسا ہی مخفی رکھا جاتا رہا تو چند روز کے بعد رفتہ رفتہ یہ رموز و اسرار معدوم ہو جائیں گے، کیونکہ بہت سے فقراء اہلیت کی تلاش کرتے ہیں۔ اور جب تک کسی کی اہلیت کو تسلیم نہ کریں۔ یہ اسرار پوشیدہ رکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ بہت سے لوگ ان رموز و اسرار کو اپنے ہی سینے میں لئے ہوئے مرجاتے ہیں، اور عام مخلوق ان رموز و اسرار کے فائدوں سے محروم ہو جاتی ہے، کیونکہ ان کو کوئی بھی ان کا اہل نہیں معلوم ہوتا۔

میرا خیال ہے بلکہ مجھے یقین ہے کہ میں بزرگوں کے رموز و اسرار سے بہت کم واقف ہوں، اور سوائے چند باتوں کے مجھے بے شمار باتوں کا اب تک علم نہیں ہوا ہے۔ تاہم جتنی باتیں مجھے معلوم ہیں، ان کو میں نے پوری طرح سمجھا ہے۔ یعنی وہ چیزیں محض تقلیدی طور پر میرے علم میں نہیں آئی ہیں۔ بلکہ ان کے حصول کے بعد میں نے تحقیقی طور پر ان کے سمجھنے کی کوشش کی ہے، اور ان کا فلسفہ اور ان کی بنیادی وجوہات معلوم کرنے کا کوئی دقیقہ میں نے باقی نہیں رکھا، لہٰذا آج میں جو کچھ اس کتاب میں لکھ رہا ہوں وہ اگرچہ معلومات کی تعداد کے لحاظ سے تو بہت کم ہے۔ لیکن جتنا بھی تھوڑا بہت مجھے معلوم ہوا ہے اس کو میں پوری شرح و بسط کیساتھ اور فلسفیانہ تشریحات کر کے لکھنا چاہتا ہوں تاکہ

وہ لوگ بھی غور کرسکیں جو عملیات اور دعاؤں کے منکر ہیں اور ان کو بھی عملیات اور دعاؤں سے روحانی فائدے حاصل کرنے کا شوق ہو جائے اور وہ اطمینان قلب حاصل کرنے کے روحانی طریقوں سے محروم نہ رہیں۔

جو باتیں اس کتاب میں میں بتانی چاہتا ہوں، وہ یقیناً بہت قیمتی ہیں، اور ایسی ہیں کہ ان میں سے ہر بات بارہ بارہ سال کی خدمت لینے کے بعد فقراء بتایا کرتے ہیں، اس لئے مجھے یہ کہہ دینا چاہیے کہ ان قیمتی باتوں کو معمولی نہ سمجھا جائے کیونکہ بظاہر وہ معمولی معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن جب ان کو تجربے میں لایا جائے گا تب ان کی قدر و قیمت معلوم ہوگی۔

خطرات کیوں پیدا ہوتے ہیں؟

یہ تو سب کو معلوم ہے کہ انسان کے دل میں اور دماغ میں ہر وقت اچھے برے خیالات کا ہجوم رہتا ہے اور کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جس کا دماغ ایک سیکنڈ بھی بے کار رہ سکے۔ جب انسان کسی کام میں مصروف ہوتا ہے تو دل اور دماغ کی قوتیں سب کی سب اس کام میں انسان کے ساتھ ہو جاتی ہیں، بشرطیکہ وہ کام دل اور دماغ کی توجہ سے ہو رہا ہو اور محض دکھاوے کے لیے نہ ہو۔ لیکن جب کوئی آدمی خالی بیٹھا ہو تب بھی اس کا دماغ خالی نہیں رہتا، اور کچھ نہ کچھ کام کرتا رہتا ہے۔ اور کام ہر شخص کی حالت، علمیت، اور چال چلن پر منحصر ہوتا ہے۔ نوجوان اور بد چلن لوگوں کو عموماً بد چلنی کے خیال آتے ہیں۔ شاعروں کو شاعری کے خیالات آتے ہیں نمازیوں کو نماز کے خیالات آتے ہیں، طبابت پیشہ لوگوں کو بیماروں اور دواؤں کے خیالات آتے ہیں، رحم دل اور نیک آدمیوں کو رحم دلی اور نیکی کے خیالات آتے ہیں، الغرض یہ خطرات اور خیالات ہر شخص کی ذاتی حالت پر منحصر ہوتے ہیں مگر کچھ ضروری نہیں ہے کہ برے آدمیوں کو ہمیشہ برے ہی خیالات آئیں اور اچھے

آدمیوں کو ہمیشہ اچھے ہی خیالات آئیں۔ کیونکہ بڑے بڑے پیغمبروں اور ولیوں اور ہر لحاظ سے نیک لوگوں کو بھی بعض اوقات نہایت برے برے خیالات آیا کرتے ہیں۔ اور نہایت بدچلن اور برے لوگوں کو بھی بعض اوقات اچھے اچھے خیالات آتے ہیں۔ مگر کلیہ قاعدہ یہ ہے کہ اچھے آدمیوں کو اچھے خیالات آئیں گے اور برے آدمیوں کو برے خیالات آئیں گے۔

اب سوچنا یہ ہے کہ ایک نیک آدمی کو برے خطرات کیوں پیدا ہوتے ہیں؟ اور ایک برے آدمی کو اچھے خیالات کیوں آتے ہیں؟ اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ خیالات اور خطرات پیدا ہی کیوں ہوتے ہیں؟

میرے خیال میں دماغی خیالات و خطرات کا پیدا ہونا۔ انسان کے وجود کے لئے لازمی چیز ہے۔ کیونکہ انسان ایک چھوٹی سی دنیا ہے۔ اور تمام کائنات کا آئینہ ہے جو کچھ باہر کی دنیا میں ہوتا ہے۔ انسان کے آئینہ وجود میں اس کا عکس پڑنا ضروری ہے اور چونکہ جو چیز بھی باہر کی کائنات میں ہے اس کا ایک حصہ اور نمونہ انسان کے وجود میں بھی ہے۔ اس واسطے لازمی بات ہے کہ جو بات باہر کی دنیا میں ہوگی۔ وہی بات انسان کے وجود کی اندرونی دنیا میں بھی ہوگی، اور باہر کی دنیا میں چونکہ ہزاروں قسم کے تغیرات ہیں اور ہزاروں قسم کے اضطراب ہیں، اور ہزاروں قسم کے سکون اور اطمینان بھی ہیں اس واسطے انسانی دماغ اور دل میں بھی تغیرات اور اضطرابات اور بعض اوقات سکون و اطمینان کا ہونا لازمی اور ضروری ہے۔

یورپ کے فلاسفر کہتے ہیں کہ تمام دنیا رقص میں ہے اور موجودات کا ذرہ ذرہ گردش کر رہا ہے تو اگر یہ بات سچ ہے تو انسان کے باطنی عالم اور دماغی اور قلبی دنیا میں بھی رقص اور گردش کا جاری ہونا لازمی اور بے حد ضروری ہے۔

پس یہی وجہ خطرات اور خیالات کی گوناگونی کی ہے۔ جو ہر وقت ہر انسان کے

دل و دماغ میں گردش کرتے رہتے ہیں۔

اور اس کی وجہ کہ سب اچھوں کو ہمیشہ اچھے ہی خیالات کیوں نہیں آتے؟ اور سب بروں کے دل و دماغ میں ہمیشہ برے ہی خطرات و خیالات کا ہجوم کیوں نہیں رہتا؟ اس کا جواب بھی وہی ہے جو ابھی بیان کیا، کہ چونکہ ہر انسان اچھا ہو یا برا، ادنیٰ ہو یا اعلیٰ جاہل ہو یا عالم بحیثیت انسان کے چھوتی مسی وتیا ہے۔ اس واسطے ہر اچھے برے انسانی وجود کے اندر اچھے خیالات کا آنا بھی ضروری ہے، اور برے خیالات کا آنا بھی ضروری ہے۔ اور اسی کو مذہب اسلام نے بھی اور غالباً دوسرے مذاہب نے بھی بیان کیا ہے۔ کہ ہر انسان کے اندر نیک و بد قوتیں پیدا کی جاتی ہیں۔ کوئی انسان نیک قوتوں سے کام لے کر نیک بن جاتا ہے، اور کوئی بد قوتوں سے کام لے کر بد بن جاتا ہے۔ پس ہر انسان کے دل و دماغ میں چونکہ اچھی بری قوتیں موجود ہوتی ہیں، اس واسطے ان قوتوں کے ابھرے خیالات و خطرات کی صورت میں دل و دماغ کی طرف اٹھتے رہتے ہیں اور مذاہب نے انسانی اخلاق اور انسانی خصلت اور انسانی طینت کی اصلاح کے لئے جو جو طریقے ایجاد کئے ہیں وہ سب محض اس لئے ہیں کہ انسانی وجود کی بُری قوتوں کو دبائیں اور اچھی قوتوں کو ابھاریں۔ جس آدمی کے اندر اچھی قوتیں قوی ہوتی ہیں وہ جلدی نیک بن جاتا ہے، اور جس آدمی کے اندر بری قوتیں مضبوط ہوتی ہیں وہ ہر کوشش کے باوجود ہمیشہ بدی کی طرف جاتا ہے۔

حاصل مقصد یہ ہے کہ کوئی شخص یہ دعوےٰ نہیں کر سکتا کہ اس کا دل و دماغ خیالات اور خطرات سے محفوظ ہے، کیونکہ جسمانی زندگی کی حالت میں کوئی شخص بھی خطرات اور خیالات کی گوناگونی سے خالی نہیں ہو سکتا، اور یہ یکسوئی جسم کے مر جانے فنی کے بعد حاصل ہوتی ہے، البتہ کسب اور محنت اور کوشش کرنے سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ خطرات کی کثرت کم ہو جاتی ہے اور نیک قوتیں مضبوط ہو کر بدی قوتوں کے ابھروں یعنی برے خطرات کو مغلوب و محکوم کر لیتی ہیں۔

اور اسی کا نام یکسوئی ہے، ورنہ کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس کے دل و دماغ میں ہر وقت ایک ہی قسم کا خیال بغیر تغیر اور انقلاب کے قائم اور باقی رہتا ہے۔

آگے جا کر جو تشریحات میں بیان کروں گا اس کی مثالوں اور جزئیات کی تفصیل پڑھنے کے بعد ناظرین سمجھ لیں گے کہ میں نے اس وقت جو کچھ لکھا اس کا اصلی مطلب کیا ہے کیونکہ واقعات اور انسانی حالات کی مثالوں کے بغیر ان خشک باتوں کا ذہن نشین ہونا بعض اوقات ناممکن ہو جاتا ہے۔

حاضر قلب کی مثالیں

قلب اور خاطر اور دل ایک ہی چیز ہے، محاورہ بولتے ہیں "خاطر جمع رکھو" یعنی دل کو پراگندگی سے بچاؤ۔

جب کوئی شخص دنیا کا کوئی کام کرتا ہے تو اگر اس کا دل حاضر ہو، تو پوری توجہ اور پورے انہماک سے اس کام میں محو ہو جاتا ہے، ایسا ہی جب کوئی دین کا کام کرتا ہے تب بھی اگر اس کا دل حاضر ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہمہ تن اس کام میں مستغرق ہے جب ہم کسی شخص سے بات کریں اور وہ ہماری طرف پوری طرح متوجہ اور مخاطب ہو اور اس کی آنکھیں اندرونی توجہ ظاہر کرنے کے لئے ٹھیک طور سے ہم کو دیکھ رہی ہوں تو سمجھو کہ اس کا دل حاضر ہے، اور اگر ذرا بھی آنکھیں غیر متوجہ ہوں تو سمجھ لو کہ مخاطب کا دل حاضر نہیں ہے اور اس کے دل میں کچھ اور خیالات آرہے ہیں۔

بہت لوگ جب باتیں کرتے ہیں تو دوسری طرف دیکھنے لگتے ہیں، ان کی زبان ہمارے سوالات کا جواب دیتی رہتی ہے۔ مگر ان کی آنکھیں اور ان کا چہرہ بتاتا ہے، کہ ان کا دل ہماری طرف متوجہ نہیں ہے لیکن بعض آدمیوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ باتوں کے وقت نظر سامنے نہیں رکھتے۔ یا ادھر ادھر دیکھتے رہتے ہیں، گو ان کا دل متوجہ ہوتا ہے اور وہ حضوری قلب سے باتیں کرتے مگر عادت کے سبب نظریں ملا کر مخاطب نہیں ہو سکتے۔ یہ ایک مستثنے بات

ہے، تاہم میرا خیال ہے کہ ایسے لوگ یقیناً قلب اور دماغ کے کسی عارضے میں مبتلا ہوتے ہیں، اور یا ان کو علم مجلسی کی تربیت نہیں ہوتی۔ اس واسطے میں کہتا ہوں کہ یقیناً ان کی قلبی حضوری میں اور دماغی حضوری میں کچھ نہ کچھ نقصان ضرور ہوتا ہے کہ حاضر قلب وہی شخص ہے جس کا چہرہ اور آنکھیں صحیح اطمینان کے ساتھ اپنے مخاطب کی طرف متوجہ ہوں۔

میرے بہت سے دوست ایسے ہیں جو میری بات کو کامل توجہ سے سننا چاہتے ہیں لیکن وقت کی کمی اور باتوں کی کثرت اور خیالات کے ہجوم کے سبب وہ اپنے قلب کی حضوری کو قائم نہیں رکھ سکتے، اور بات میں بات نکالتے چلے جاتے ہیں یعنی ابھی ایک بات ختم نہیں ہوتی ہے کہ دوسری بات شروع کر دیتے ہیں۔ اور دوسری پوری نہیں ہونے پاتی کہ تیسری اور چوتھی اور پانچویں شروع کر دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ ایک بات بھی پوری نہیں ہوتی، اور ملاقات کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

قیافہ شناس لوگ جانتے ہیں کہ قلبی اور دماغی اور تمام اندرونی قوتوں کا آئینہ انسان کی آنکھیں ہوتی ہیں، اور چہرے کے اعصاب اور کھال سے اندرونی کیفیات کو فوراً سمجھا جا سکتا ہے۔ معمولی سمجھ کا آدمی غصے اور خوشی اور رنج اور حیرت کی کیفیات آنکھیں اور چہرہ دیکھ کر معلوم کر لیتا ہے، اور جو لوگ قیافہ شناسی کا فن جانتے ہیں اور چہرہ دیکھنے کا تجربہ رکھتے ہیں، وہ تو ہر انسان کی شکل دیکھتے ہی فوراً بتا دیتے ہیں کہ یہ آدمی اچھا ہے یا برا ہے، اور اس آدمی کے دل کی حالت اس وقت کیسی ہے۔

میرے دوست بھیا احسان صاحب فقیر عشقی نے غالباً قیافہ شناسی کا فن نہیں سیکھا لیکن ان کو مردم شناسی میں بڑی مہارت ہے، اور مجھے سینکڑوں دفعہ کا تجربہ ہے کہ انھوں نے جس کسی کی نسبت صورت دیکھ کر جو رائے قائم کی وہی ظہور میں آئی۔ میں نے بھی قیافہ شناسی کا ملکہ محض تجربے سے حاصل کیا ہے، اور اب اس معاملے میں اتنا ماہر ہوں کہ فوراً ہر شخص کے دل کی بات بتا دیتا ہوں، اور لوگ اس کو میری کرامت سمجھتے ہیں!

مگر یہ کرامت نہیں ہے محض تجربے کی مہارت ہے۔

دیوانے آدمی اور مخمور آدمی کو دیکھا ہوگا کہ اس کی آنکھیں اور چہرے کے اعصاب میں سکون نہیں ہوتا، اور وہ کسی چیز کو یکسوئی کے ساتھ نظر جما کر دیر تک نہیں دیکھ سکتا اس کی وجہ بھی یہی ہے، کہ اس کا دل حاضر نہیں ہوتا۔

مسمریزم کے عامل آنکھوں کے ذریعے اپنے عمل کی مشق کرتے ہیں اور جب ان کی نگاہ اس مشق میں قائم ہو جاتی ہے تو وہ مسمریزم میں کامیاب ہو جاتے ہیں، گویا آنکھوں کے ذریعے وہ اپنی قلبی پراگندگی کو دور کرتے ہیں، اور جب ان کو دل کی یکسوئی اور حضوری حاصل ہو جاتی ہے تو وہ کامیاب مسمرائزر بن جاتے ہیں۔

یاد اور انتظار کا جذبہ!

دیکھا ہوگا کہ یورپ کے مصور جب کسی عورت کی تصویر دکھلانے کے لئے بناتے ہیں تو اس جذبہ کو آنکھوں کے ذریعے ظاہر کرتے ہیں، کہ آنکھیں ایک خاص حالت میں کھلی ہوئی کسی چیز کو بغور دیکھ رہی ہیں، ویسے بھی دیکھا جاتا ہے کہ جب کسی آدمی کو کوئی خاص خیال ہوتا ہے تو وہ سب لوگوں سے بے توجہ ہو کر ایک خاص سمت نظریں جما کر خاموش بیٹھا ہوا دکھائی دیا کرتا ہے، اس وقت اس کا دل ہر چیز سے غائب اور صرف ایک ہی چیز کی جانب حاضر ہوتا ہے کسی خاص خبر سننے یا کسی خاص فکر کے اندیشے کے وقت اکثر آدمیوں کو دیکھا ہوگا کہ ان کی آنکھیں ششدر ہو کر کسی چیز کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے لگتی ہیں ششدر اور ٹکٹکی کے الفاظ ہی ان حالتوں کے لئے ایجاد ہوئے ہیں۔

بہر حال قلب کی حضوری دینی اور دنیاوی دونوں کاموں میں از حد ضروری ہے کام اچھا ہو یا برا ہو، جب تک دل کی حضوری سے نہ ہوگا اس میں کامیابی نہ ہوگی خصوصاً عملیات اور دعائیں تو قلب کی حضوری کے بغیر کبھی بھی کامیاب نہیں ہوتیں۔

تصوّر کی یک سوئی

قلب کی حضوری اور تصور کی یکسوئی میں کچھ زیادہ فرق نہیں ہے تصوّر کا تعلق دل سے اور جذبات سے زیادہ ہوتا ہے، دماغی قوتوں سے بھی تصور کا تعلق ہے مگر زیادہ نہیں ہے کیونکہ قلب اور نفس کی خواہشات اچھی ہوں یا بری انسان کو تصور کی طرف مائل کرتی ہیں، تصور کی یکسوئی سے بہت سی بیماریوں کا علاج ہو سکتا ہے جب میں نے پہلی دفعہ سمندر کا سفر کیا اور مجھے چکّر آنے کا خیال ہوا تو میں نے کسی خاص بات کا تصور جمانا شروع کیا اور سمندر کے طوفان کا خیال دل سے ہٹانے لگا یہاں تک کہ میرے دل و دماغ سے سمندر اور اس کی طغیانی اور جہاز اور اس کے ہچکولے سب نابود ہوگئے اور تصوّر اتنا بڑھا کہ میں پوری طرح اس میں محو ہوگیا، نتیجہ یہ ہوا کہ تمام سفر خیریت سے گذرا اور مجھے چکّر نہ آئے، اور یہ فائدہ محض تصور کی یکسوئی سے ہوا جس کو میں نے اپنے سفرنامے میں بھی لکھا ہے۔

نفسانی خواہشات کی ترقی بھی محض تصور کی وجہ سے ہوا کرتی ہے، یا یوں کہنا چاہیئے کہ تصوّر نفسانی خواہشات کو ابھارتا ہے اور پھر گرد و پیش کے اسباب ان خواہشات کو ترقی دیتے ہیں، جوانی کی عمر میں نامناسب کتابیں اور نامناسب تصویریں اور بدچلن احباب اکثر نوعمر لوگوں کو بدچلن اور آوارہ کر دیتے ہیں لیکن اس آوارگی کی ابتدا تصور سے ہوتی ہے، کہ جوانی کے قدرتی جذبات دل میں ابھرتے ہیں، اور دل ان جذبات کو تصورات کے حوالے کرتا ہے، اور تصورات جذبات کی تکمیل کی صورتیں بناتے ہیں۔ اور پھر وہ صورتیں نوجوان کے تصورات کو گھیر لیتی ہیں، اور نوجوان ان تصورات میں پوری یکسوئی سے محو ہو جاتا ہے، اور اس کو اپنے تصور میں اس قدر محویت ہوتی ہے کہ پھر وہ کسی ناصح کی نصیحت اور کسی رسوائی اور بدنامی اور کسی مالی نقصان اور کسی جسمانی تکلیف اور کسی عاقبت اندیشی

کی پروا نہیں کرتا۔

نوعمر لڑکے شرمناک امراض میں اسی تصور کی بدولت مبتلا ہو جاتے ہیں اسی واسطے اطبا کی رائے ہے کہ نوعمر لڑکوں کو اکیلا نہ رکھا جائے، بلکہ ان کی صحبت میں نیک اور پارسا لوگ رہیں، اور ان کو اچھی کتابیں پڑھنے کو دی جائیں، اس کی وجہ یہی ہے کہ تنہائی میں نوعمر لڑکوں کے جذبات بُرے تصورات پیدا کرتے ہیں، اور اگر ان کو تنہائی سے بچایا جائے اور اچھے لوگوں کی صحبت میں بٹھایا جائے اور اچھی کتابیں پڑھنے کو دی جائیں تو انھیں بُرے تصورات جمانے کا وقت ہی نہ ملے گا۔

تصور کی یکسوئی جوانی کی عمر میں قدرتاً خود بخود ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ بات بڑی خطرناک اور خام ہوتی ہے، اگر اس عمر میں نوجوان لوگوں کو کوئی اچھا رہبر مل جائے جوان کو اور ان کے قدرتی جذبات اور تصورات کو نیک راستے پر لگا دے تو یہ تصورات ان کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہو جائیں گے، اور نہ تباہی اور ہلاکت اور مختلف قسم کے امراض کا موجب ہوں گے، جیسا کہ آج کل ہر جگہ ہو رہا ہے۔

آج کل مسلمان قوم کے نوعمر لڑکوں اور نوعمر لڑکیوں میں تصور کی خرابیاں بہت زیادہ پھیل گئی ہیں اور اس کی وجہ جہالت اور مفلسی اور سب سے زیادہ بے کاری ہے اگر ہماری اولاد مفلسی اور جہالت کا شکار نہ ہو، اور شروع سے اس کو محنت اور کام میں مصروف کر دیا جائے تو اسے بُرے تصورات میں مبتلا ہونے کی فرصت ہی نہ ملے گی، لیکن جب تک مسلمان قوم کی یہ عظیم الشان خرابی دور نہ ہو، اور رہبران قوم اس کا علاج تجویز کریں میری رائے یہ ہے کہ ہر شخص اپنے اپنے طور پر اپنی اولاد کا انتظام شروع کر دے، کہ اپنے بچوں کو نہ اکیلا چھوڑا جائے نہ بے کار رکھا جائے، اور نہ بری کتابیں اور مضامین پڑھنے کو دیے جائیں، اور بدچلن لوگوں کی صحبت سے پوری طرح بچایا جائے۔

عملیات میں تصور کی یکسوئی بہت ضروری چیز ہے، جو شخص یہ معلوم کرنا

جانتا ہے کہ اس کے تصور میں یکسوئی پیدا ہوئی یا نہیں؟ اس کو چاہیے کہ خود اپنے تصور کا امتحان کرے مثلاً یہ تصور کرے کہ میں دہلی سے بمبئی گیا اور جی آئی پی ریل میں گیا اور ڈاک گاڑی میں گیا، دہلی کے اسٹیشن سے ٹکٹ لیا۔ گاڑی میں سوار ہوا، گاڑی دن بھر چلتی رہی اور پھر رات بھر چلتی رہی، اور دوسرے روز دن کو بمبئی پہنچ گئی، اگر اس تصور میں اس کے خیالات یکسو رہے یعنی دہلی سے ٹکٹ لے کر بمبئی پہنچنے تک سوائے ریل اور درمیانی مقامات کے جہاں ریل ٹھہری اور کسی غیر متعلق بات کا خیال نہ آیا اور وہ غیر متعلق خیال اتنا نہ بڑھا کہ بمبئی کے سفر کو بھول کر تصور اس درمیانی خیال کی ادھیڑ بن میں مصروف ہو گیا تو سمجھ لو کہ تصور میں یکسوئی پیدا ہو گئی ہے، اور ایسے تصور والا یقیناً عملیات اور دعاؤں میں کامیاب ہو جائے گا، ورنہ اگر تصور خام ہے اور ناقص ہے تو دہلی اسٹیشن پر ٹکٹ خریدنے کے بعد بابو کا خیال آئے گا کہ وہ ہندو ہے، اور ٹکٹ بابو مسلمان کیوں نہیں ہوتے؟ اور ریلوے کمپنی مسلمان قوم کے ساتھ بے انصافی کر رہی ہے، اور گورنمنٹ کے تمام محکموں میں مسلمانوں کے ساتھ ایسی ہی بے انصافی ہو رہی ہے، بنکوں میں کوئی مسلمان نظر نہیں آتا، کیوں کہ مسلمانوں کو حساب میں ناقص سمجھا جاتا ہے، اور جب میں اسکول میں پڑھتا تھا تو میں بھی حساب میں بہت کمزور تھا، اور ایک دن ہندو ماسٹر صاحب نے مجھے اس کا طعنہ بھی دیا تھا کہ تم مسلمان ہو اس واسطے حساب میں کمزور ہو، وہ ماسٹر صاحب جو گبرون کا کوٹ پہنتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ گبرون میں نے بدری براز کی دوکان سے خریدی ہے۔ وہ بدری براز جس کی دکان چاندنی چوک میں گھنٹہ گھر کے سامنے ہے۔ گھنٹہ گھر ایک اونچا مینار ہے پہلے یہاں ایک نہر بہتی تھی جس کو سعادت خاں نے شاہ جہاں بادشاہ کے لال قلعے کے نیچے بنایا تھا، آج کل لال قلعہ میں گوروں کا پہرہ رہتا ہے، اور دیسی لوگ پاس لے کر اندر جا سکتے ہیں ورنہ ایک دیوانہ مسلمان ابھی حال میں قلعے کے اندر رات کو چھپ گیا تھا۔ اور صبح کو خانے سے نکل کر شاہی تخت پر جا بیٹھا تھا، اور جب گوروں نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ تو اس نے

کہا میں بادشاہ ہوں۔ اور جب گوروں نے اس سے تلوار مانگی تو اس نے انکو تلوار نہ دی، یہاں تک کہ گوروں نے اس کو مار ڈالا۔ یہ مسلمان قوم بھی عجیب قوم ہے کہ اس کے آدمی جب پاگل ہوتے ہیں تو یا بادشاہ بنتے ہیں، اور یا امام مہدی، خواجہ حسن نظامی نے اس بات کو ایک مضمون میں خوب لکھا ہے، جس کا عنوان یہ ہے کہ "جب مسلمان پاگل ہوتا ہے"۔ اور یہ مضمون خواجہ صاحب کی کتاب "چٹکیوں اور گدگدیوں" میں شائع ہوا ہے، وہ خواجہ صاحب جن سے آج کل مسٹر محمد علی کا جھگڑا ہو رہا ہے، (یہ عبارت جنوری ۱۹۲۷ء میں لکھی گئی تھی)

غرض یہ کہ ٹکٹ لینے والے صاحب انہی خیالات میں رہ گئے اور بمبئی کی ڈاک گاڑی چھوٹ گئی، اسے کہتے ہیں تصور کی خامی، اور تصور میں یکسوئی کا نہ ہونا، کامل تصور والا ہوتا تو خیال کرتا کہ میں ٹکٹ گھر پر گیا، وہاں دو انگریز بھی کھڑے ٹکٹ لے رہے تھے میں بھی کھڑا ہو گیا بابو نے انگریزوں کو ٹکٹ دے کر مجھے ٹکٹ دیا اور میں ٹکٹ لے کر دروازے پر آیا بابو نے ٹکٹ چیک کیا، ریل میں آن کر بیٹھا، وہاں جگہ رکی ہوئی تھی، ایک بابو صاحب کو خوش کر کے میں نے جگہ حاصل کی، گاڑی روانہ ہوئی، متھرا پر دوپہر کا کھانا کھایا، آگرہ پر شام کا کھانا خریدا، رات کو خوب بے خبر ہو کر سویا، دوسرے دن بمبئی پہنچا، اسٹیشن پر میرے اسباب کی تلاشی لی گئی، ان کو شبہ یہ تھا کہ اس میں افیون ہے۔ مقصد یہ کہ دہلی سے بمبئی تک خیال اور تصور برابر یک سو رہا اور کسی غیر متعلق بات میں نہیں الجھا۔

جن لوگوں کے تصورات کی یک سوئی بہت بڑھی ہوتی ہے وہ سو برس بلکہ ہزار برس تک کے تصورات مسلسل بغیر کسی رخنے کے قائم کر لیتے ہیں، اور جن کے تصور کی یکسوئی بالکل ناقص ہے ان کا تصور ہر سیکنڈ کے بعد بھٹک جاتا ہے۔ جیسے دیوانے آدمی کے خیالات سیکنڈ سیکنڈ میں بدلتے ہیں، اور نشہ پیے ہوئے آدمی کے خیالات جلدی جلدی بدل جاتے ہیں، ایسے ہی خام تصور والے کی بھی حالت ہوتی ہے۔

لہذا اگر عملیات میں کامل عامل بننا ہے تو پہلے اپنے تصور کی یکسوئی اور قلب کی حضوری

کا فکر کرو کہ اس کے بغیر عملیات میں دخل دینا اپنے عزیز وقت کو فضول برباد کرنا ہے۔

برے خطرے باطن کے حریف ہیں

جب یہ معلوم ہو گیا کہ حضوری قلب اور تصور کی یکسوئی بہت ضروری چیزیں ہیں تو یہ بھی ثابت ہو گیا کہ اس کے برعکس خطرات کا ہجوم ہونا اور ہر وقت طرح طرح کے خیالات کی ترقی باطن کے لیے بہت نقصان رساں ہیں اور کوئی شخص اشغال و اذکار اور باطنی سلوک میں کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کا دل خطرات کی کثرت سے محفوظ نہ ہو جائے۔

قرآن مجید میں پہلے یہ نازل ہوا تھا کہ اللہ تعالے کے ہاں خطروں کی گرفت بھی ہو گی تو سب صحابہ گھبرا گئے تھے، اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا تھا کہ برے خیالات اور برے خطرات سے محفوظ رہنا ہماری اختیاری بات نہیں ہے اگر ان پر ہماری گرفت ہوئی تو ہم کہیں کے بھی نہ رہیں گے کیونکہ ہر شخص کے دل میں اچھے برے خیالات کا آنا فطری بات ہے۔

تب یہ آیت نازل ہوئی لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (اللہ تعالےٰ کسی نفس کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا) یعنی چونکہ برے خطرات اور برے خیالات کا دل و دماغ میں آنا ایک فطری بات ہے، اور ان سے محفوظ رہنا انسان کی اختیاری بات نہیں ہے، اس واسطے حکم ہو گیا کہ خطرات کی گرفت نہیں ہو گی۔

اس آیت کے نازل ہونے سے یہ تو معلوم ہو گیا کہ شریعت میں برے خیالات کی گرفت نہیں ہوتی، مگر دوسری آیت سے جو پہلے نازل ہوئی تھی، اور جس میں خطرات کی گرفت کا ذکر تھا یہ بات بھی ظاہر ہو گئی، کہ باطنی حالت کے لیے خطرات کا ہجوم یقیناً نقصان رساں ہے اور جو شخص اپنی باطنی اصلاح یا باطنی ترقی چاہتا ہے اس کو سب سے پہلے خطرات کا انسداد کرنا چاہیے، اور حضوری قلب اور تصور کی یکسوئی کے جتنے طریقے اس کو حاصل ہو سکیں ان پر عمل

کر کے خطرات کے ہجوم سے بچنا چاہیئے۔

اچھے برُے کام کی فطری پہچان

اب اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ انسان یہ کیونکر سمجھے کہ فلاں خطرہ اچھا ہے اور فلاں خطرہ برا ہے؟ یا فلاں کام جس کا ارادہ کیا وہ اچھا ہے یا برا ہے؟ اگرچہ سب مذاہب نے اور دنیا کے دستور نے بتا دیا ہے کہ جھوٹ بولنا برا ہے دغا دینا، چوری کرنا، شراب پینا، زناکاری، غیبت وغیرہ برے کام ہیں۔ اور ان کے برعکس جو چیزیں ہیں وہ اچھے کام ہیں لیکن ہر انسان کے باطن میں بھی اچھائی برائی معلوم کرنے کا اور نیکی بدی کے پرکھنے کا ایک آلہ لگا ہوا ہے جس کو نیکی بدی کا تھرما میٹر کہہ سکتے ہیں اور اس تھرما میٹر کے ذریعے ہر انسان خواہ وہ کسی مذہب کا ہو پہچان سکتا ہے کہ فلاں کام اچھا ہے اور فلاں کام برا ہے۔

اس تھرما میٹر کو محسوس اور معلوم کرنا کچھ زیادہ مشکل نہیں ہے۔ اور نہ اس کے لئے کسی علم و عقل کی ضرورت ہے۔ کیونکہ معمولی عقل کا جاہل آدمی بھی جانتا ہے کہ اس کے اندر ایک اچھا خواہش برائی کرنے کی بھی موجود ہے۔ تو ایک خواہش نیکی کرنے کی بھی موجود ہے اور ہر اچھے سے اچھے اور نیک سے نیک آدمی کے دل میں بری سے بری برائی کرنے کے بھی خیالات پیدا ہوا کرتے ہیں۔ اور ہر بد سے بد اور نابکار سے نابکار آدمی کے دل میں بھی اچھے سے اچھے خیالات اور نیک سے نیک ارادے پیدا ہوا کرتے ہیں۔ لہذا نیکی بدی معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جب کسی نیک کام کرنے کا ارادہ دل میں پیدا ہو، اور اندرونی اور باطنی تحریک اس ارادے اور خیال کی مخالفت کرے تو سمجھ لو کہ ارادہ نیک ہے، اور کام نیک ہے مگر نفس کی شرارت اس کو روکتی ہے، مثلاً سردی کے موسم میں صبح کے وقت ایک آدمی وضو کرنا چاہتا ہے، تاکہ نماز پڑھے، اور اس کے دل میں خطرہ پیدا ہوتا ہے کہ وضو کرنے سے بیمار ہو جاؤں گا تو سمجھ لو کہ وضو اور نماز اچھے کام ہیں، اس واسطے نفس کی برائی ان نیکیوں سے حیلے حوالے کر کے روکنا چاہتی ہے

یا مثلاً کوئی آدمی کسی بھوکے کو کھانا کھلانا چاہتا ہے، یا کسی محتاج کی امداد کا ارادہ کرتا ہے یا کسی نازک موقع پر سچ بولنے کا خیال کرتا ہے، تو اس کا نفس کہتا ہے کہ اگر میں نے بھوکے کو کھانا کھلایا تو میں خود بھوکا رہ جاؤں گا۔ اور اگر کسی محتاج کی مدد کی تو مجھے مفلسی کا مقابلہ کرنا پڑے گا، یا اگر سچ بولا تو میری ذات کو فلاں فلاں نقصان پہنچ جائیں گے، تو سمجھ لینا چاہیے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا، اور محتاج کی مدد کرنا اور سچ بولنا اچھے کام ہیں، اسی واسطے نفس ان اچھے کاموں کی مزاحمت کرتا ہے۔

مگر اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی غور طلب ہے کہ انسان جب کسی برے کام کا ارادہ کرتا ہے تب بھی ایک اندرونی قوت اس برائی سے روکتی ہے، مثلاً جب پیشہ ور چور چوری کرنے جاتا ہے تو اس کو بھی پہلے ایک اندرونی ملامت ہوتی ہے "تو یہ برا کام کر رہا ہے اور تو نے ایک برے کام کا ارادہ کیا ہے" یا جب کوئی شخص زنا کا ارادہ کرتا ہے تب بھی اندرونی ملامت ہوتی ہے، ایسا ہی ہر برے کام کے وقت اور ہر برے ارادے کے وقت ہر انسان کو ایک مخفی ملامت سے مقابلہ پیش آتا ہے، تو سوال پیدا ہوگا کہ اگر نیکی سے روکنے والا نفس ہے، تو بدی سے روکنے والی کیا چیز ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ انسان کے وجود میں ایک چیز مخفی ہے، جس کو انگریزی زبان میں کانشنس اور عربی زبان میں ضمیر کہتے ہیں۔ اور یہی چیز انسان کو بدی پر ملامت کرتی ہے۔ مگر اسلامی خیال یہ ہے کہ نیکی سے روکنے والا نفس امارہ ہے اور بدی پر ملامت کرنے والا نفس لوامہ ہے، اور نیکی کی رغبت دلانے والا نفس مطمئنہ ہے۔ اور قرآن مجید میں ان تینوں کا علیحدہ علیحدہ ذکر آیا ہے، پس نیکی بدی کا تقرر ماہیت میرے خیال میں نفس امارہ سے ہے، کیونکہ بدی پر ملامت نفس لوامہ کی طرف سے ہوتی ہے، مگر نفس امارہ جس کو قرآن مجید میں "اَمَّارَةٌ بِالسُّوْءِ" (برائی کی بہت زیادہ تاکید کرنے والا) کہا گیا ہے، نفس لوامہ کا مقابلہ کرتا ہے اور اس کی ملامت سے انسان کو بچانے کے لئے دلیلیں لاتا ہے، چور سے کہتا ہے چوری تو تمہارے

باپ دادا کا پیشہ ہے، اور روپے والوں کی دولت میں ہمارا بھی حق ہے کہ انہوں نے بلا حق اتنی زیادہ دولت کیوں جمع کر لی ہے، اور جب زنا کا ارادہ کرنے والے کو نفس لوامہ کی ملامت ہوتی ہے تو نفس امارہ جواب دیتا ہے کہ اس لطف کو چھوڑ نا نہ چاہیئے کہ یہ جوانی کے فطری تقاضے سے ہے، جب بڈھے ہو جائیں گے تو بہ کرلیں گے، اور جب جھوٹ بولنے کے وقت نفس لوامہ کی ملامت ہوتی ہے تو نفس امارہ کہتا ہے کہ اگر سچ بولا گیا تو فلاں نقصان ہوگا اور شیخ سعدی فرما گئے ہیں کہ۔

"دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز"

الغرض نفس امارہ اور نفس لوامہ میں یہ کشمکش برابر رات دن جاری رہتی ہے اور نفس امارہ نیکی بدی کا فقط ماشیر بنا رہتا ہے، لہذا ضرورت ہے کہ نفس امارہ کو مغلوب اور نفس لوامہ کو غالب کرنے کی کوشش کی جائے، اور نفس مطمئنہ کو مسرور اور شاد کام کرنے کی کوشش ہو، جس کے طریقے آگے جا کر بیان کئے جائیں گے۔

نفس کی نسبت ایک اور فلسفہ

اہل تصوف کہتے ہیں، نفس الگ الگ نہیں ہیں، بلکہ ایک ہی نفس ہے اور اسی میں بعض اوقات امارہ کی حالت ہوتی ہے، اور اسی میں بعض اوقات لوامہ کی کیفیت ہوتی ہے، اور وہی ترقی کرتے کرتے مطمئنہ بن جاتا ہے۔ اور اسی لئے صوفیائے کرام اصلاح نفس کے لئے مجاہدات کرتے ہیں، اور اس کی خواہشات کو مغلوب کرنے کے لئے ہر کام نفس کی طلب کے خلاف کرنا چاہتے ہیں جس کی مثالوں سے تمام کتب مشائخ صوفیہ بھری ہوئی ہیں

بہر حال تین نفس ہوں یا ایک نفس ہو یا ایک بھی نہ ہو یا تین سے زیادہ ہوں، اس سے کچھ سروکار نہیں۔ دیکھنا تو یہ ہے کہ اندرونی خواہشات کو روکنا جو نیکی کے خلاف ہوں، اور جن سے حضوری قلب اور تصور کی یکسوئی اور اطمینان خاطر میں خلل پڑتا ہو ضروری ہے

یا نہیں اور روکنے کے کیا کیا طریقے پہلے بزرگوں نے بیان فرمائے ہیں۔ اور آجکل کن کن طریقوں سے روکنا مناسب ہے ۔

ذوق تکلیف سے پیدا ہوتا ہے

سب کو معلوم ہے، کیونکہ یہ بات ہر شخص کو پیش آتی ہے کہ حضوری قلب اور تصور کی یکسوئی اور باطن کا ذوق شوق، تکلیف اور مصیبت کی حالت میں بغیر کسی کسب اور عمل کے خود بخود پیدا ہو جاتا ہے، اور انسان کی اس حالت کو قرآن مجید میں بھی نہایت عمدگی سے بیان کیا گیا ہے،

مگر آج کل چونکہ مذہب کا انکار زیادہ پھیل گیا ہے، اور خدا پرستی کی باتوں کو بے عقلی اور توہمات سے تعبیر کیا جاتا ہے، اس واسطے تکلیف اور مصیبت کی حالت میں ان لوگوں کو کوئی ذوق شوق پیدا نہیں ہوتا، بلکہ بے تابی اور بے قراری کی شدت ان کو اس قدر مایوس کر دیتی ہے کہ وہ خودکشی کر لیتے ہیں، اگر وہ کسی مذہب کو مانتے ہوتے تو تکلیف اور مصیبت کی حالت میں مذہبی اعتقاد ان کے اندر ذوق شوق پیدا کرتا، اور وہ خدا کی طرف یکسو ہو کر تسلی اور اطمینان حاصل کر لیتے ۔

ایک انگریز نے سچ لکھا ہے کہ مذہب کی قدر انسان کو مرنے کے وقت معلوم ہوتی ہے کیونکہ موت ایک ایسا لاعلاج مرض ہے جس سے کوئی شخص بھی چھٹکارا نہیں پا سکتا اور جب انسان موت کی حالت میں مبتلا ہوتا ہے تو نہ ماں باپ کام آتے ہیں، نہ اولاد کام آتی ہے نہ دوست احباب کچھ مدد کر سکتے ہیں۔ نہ دولت کی افراط سے زندگی کو بچایا جا سکتا ہے اس لئے مرنے والے کو عجیب طرح کی مایوسی ہوتی ہے، اور وہ ہر دوست اور ہر مددگار کو ہر مادی چیز کو حسرت و یاس سے دیکھتا ہے۔ کہ آج کوئی بھی اس کو موت کے چنگل سے نہیں بچا سکتا ،

ایسی حالت میں اگر کوئی شخص کسی مذہب کا پابند ہے اور خدا کے وجود پر یقین رکھتا ہے تو اس کو زیادہ مایوسی نہیں ہوتی اور وہ سمجھتا ہے کہ مرنے کے بعد مجھے خدا کے سامنے جانا ہے اور وہاں سے مجھے ایک ایسی زندگی ملنے والی ہے جس کو پھر کبھی فنا نہ ہوگی، اور جس زندگی میں آج کل مبتلا تھا وہ عارضی اور فانی تھی اور دائمی زندگی کے لئے ایک بیماری تھی۔ اور موت اس فانی زندگی کے مرض سے چھڑا کر مجھ کو دائمی زندگی کی گود پہنچا دے گی۔

مگر جو لوگ کسی مذہب کے قائل نہیں ہوتے ان کو مرنے کے وقت ایسی اذیت اور تکلیف ہوتی ہے جس کی کوئی حد و حساب نہیں ہے، اور جس کو الفاظ کے ذریعے ظاہر کرنا قطعی محال اور ناممکن ہے۔ پس تکلیف اور مصیبت سے اسی آدمی میں ذوق و یکسوئی پیدا ہوتی ہے جو کسی مذہب کا قائل ہو اور منکرین مذاہب اس ذوق و یکسوئی سے محروم رہتے ہیں۔

جو لوگ کسی مذہب کے قائل ہیں یا اسلام کے پیرو ہیں ان کو کہنا چاہیئے کہ وہ تکلیف اور مصیبت سے آزردہ نہ ہوا کریں، اور تکلیف اور مصیبت کو ذوق اور شوق اور یکسوئی اور حضوری قلب کا ذریعہ سمجھا کریں۔ اور جب کبھی کوئی تکلیف اور مصیبت پیش آئے فوراً اس کے ذریعے ترقی باطن کی کوشش شروع کر دیا کریں۔

بے وقت راحت

یہ بات قطع نظر کرنے کے قابل نہیں ہے کہ انسان کو جس طرح دکھ اور مصیبت میں ذوق اور شوق پیدا ہو جاتا ہے، اسی طرح عیش و آرام و خوشی میں اس کے قلب کو غفلت اور بے توجہی بھی گھیر لیتی ہے، اسی واسطے کسی نے کہا ہے "گر بدولت برسی مست نہ گردی مردی" یعنی مردانگی یہ ہے کہ دولت حاصل ہونے کے بعد بھی انسان مست و غافل ہونے سے محفوظ رہے قرآن مجید میں بھی ارشاد ہے کہ "جب انسان کو تکلیف پیش آتی ہے تو وہ کھڑا اور بیٹھا اور لیٹا خدا کو پکارتا ہے، اور جب تکلیف جاتی رہتی ہے تو خدا کو اس طرح بھول جاتا ہے گویا اس

نے کبھی خدا کو پکارا ہی نہ تھا۔

لہٰذا عیش و راحت کی حالت میں ذوق و یکسوئی پیدا کرنے کے طریقوں پر سب سے زیادہ توجہ کرنے کی ضرورت ہے، پہلا طریقہ تو اس کا یہ ہے کہ انسان باطنی یکسوئی کے اعمال ہر دکھ سکھ کے وقت ہمیشہ کرتا رہے۔ عادت ہو جائے گی، تو اس کو عیش و راحت میں بھی غفلت نہ ہونے پائے گی۔ اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جو لوگ عیش و راحت میں ہوں ان کو کوئی وقت روزانہ اپنے سے بدتر اور مصیبت زدہ اور تکالیف میں مبتلا لوگوں کا تصور کر لینا چاہیے، اس تصور سے ان کی غفلت بھی دور ہو جائے گی، اور ان کے دل میں ذوق بھی پیدا ہوگا، اور وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے شکر گزار بھی ہوتے رہیں گے۔

انسانی حاجتیں اور مرادیں!

جس طرح سب آدمی خواہ ایشیا کے ہوں یا یورپ کے، افریقہ کے ہوں یا امریکہ کے زندگی کے حالات میں یکسانیت رکھتے ہیں۔ اسی طرح ان سب کی دنیاوی مرادیں اور حاجتیں بھی یکساں اور مساوی ہوتی ہیں۔

مثلاً ہر ملک کا آدمی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے، دودھ پی کر پلتا ہے، بیمار ہوتا ہے اور تعلیم سے لکھنا پڑھنا سیکھتا ہے، اور ہر ایک کو بھوک لگتی ہے، پیاس لگتی ہے، نیند آتی ہے، اور ہر مرد کو سوائے خاص امراض کے عورتوں کی خواہش ہوتی ہے، اور ہر عورت کو سوائے خاص حالتوں کے مرد کی خواہش ہوتی ہے، اور بچپن اور جوانی اور بڑھاپا اور موت سب ملکوں کے انسانوں کے لئے یکساں ہیں، چاہے وہ امیر ہوں یا غریب ہوں بادشاہ ہوں یا گدا ہوں، تعلیم یافتہ ہوں یا جاہل ہوں، گورے ہوں یا کالے ہوں۔

گویا جو چیزیں تمام دنیا کے انسانوں کو ایک مرکز پر جمع کرتی ہیں اور کوئی مذہب اور کوئی رسم و رواج اور کوئی رنگ اور کوئی آب ہوا، اس یکسانیت کو بدل نہیں سکتی، وہ

یہی ہیں۔ جن کو میں نے بیان کیا، اور جس طرح زندگی کے مذکورہ اسباب انسانوں میں مشترک اور یکساں ہیں، ایسا ہی ان کی دنیاوی ضرورتیں اور حاجتیں اور مرادیں بھی یکساں ہوتی ہیں، اور یکساں ہونی چاہئیں۔

مثلاً مفلس اور بھوکے کو روٹی کپڑے کی حاجت ہوتی ہے، اور بیمار کو تندرستی کی خواہش ہوتی ہے اور مرد کو عورت کی اور عورت کو مرد کی تمنا ہوتی ہے، اور سب لوگ راحت کی نیند کے طلب گار ہوتے ہیں۔ اور چونکہ عزت اور آبرو کی خواہش بھی تمام انسانوں میں مشترک اور یکساں پائی جاتی ہیں۔ اس واسطے ہر آدمی ادنیٰ ہو یا اعلیٰ، امیر ہو یا غریب، عزت کا طلب گار ضرور ہوتا ہوگا۔

مطمئن نفس اور یکسو قلب و تصور کے خواہشمند کو اپنی اور تمام انسانوں کی زندگی اور ضروریات زندگی پر اچھی طرح غور کرنا چاہیے، کہ یہ چیز طمانیت قلب و احساس کے لئے بے حد ضروری ہے۔ اور اسی واسطے میں ہر ایک چیز کو الگ الگ تفصیل سے بیان کر رہا ہوں کہ ان سب پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد جب عملیات اور دعاؤں کا ورد ہوگا تو انسان بہت جلدی نفس مطمئن بن جائے گا۔ اور اس کو اپنے مقاصد میں پوری کامیابی ہوگی۔

مقاصد انسانی کا خلاصہ!

تمام دنیا کے انسان اولاد چاہتے ہیں، تندرستی چاہتے ہیں، روپیہ چاہتے ہیں، اور عزت چاہتے ہیں، اور ان سب کا نتیجہ خوشی اور اطمینان چاہتے ہیں۔

یہ مقاصد انسانوں کی حیثیت اور درجے اور ملکی رسم و رواج کے لحاظ سے اگرچہ جدا گانہ ہوتے ہیں، مگر حاصل مقصد سب کا ایک ہی ہوتا ہے۔

مثلاً ہندوستان کا آدمی اولاد اور عزت کا بہت آرزو مند ہوتا ہے اور یورپ کے آدمی کو اولاد کی زیادہ خواہش نہیں ہوتی، بلکہ وہ دولت کا سب سے زیادہ متمنی ہوتا ہے

اور دولت کے بعد تندرستی اور عزت کا طلبگار رہتا ہے۔ اور ہندوستانی انسان کو تندرستی کی بہت کم پروا ہوتی ہے، یا مثلاً دولتمند آدمی کو روپے کی حرص مفلس آدمیوں کے مقابلے میں بہت زیادہ ہوتی ہے، مگر یہ سب مختلف ملکوں اور قوموں کے رسم رواج اور عادات وخصائل کے فرق کی باتیں ہیں، ورنہ کم و بیش مقاصد سب ملکوں کے انسانوں کے ایک سے ہوتے ہیں، اگرچہ ہندوستان میں اپنی آئندہ قسمت کا حال معلوم کرنے کے لئے جوتش اور نجوم کا اعتقاد بڑھا ہوا ہے۔ اور یورپ و امریکہ میں اس کا رواج کم ہے تاہم ہندوستانی اور مصری رمال اور نجومی یورپ و امریکہ میں بھی جاکر لاکھوں روپے وہاں کے باشندوں سے ہاتھ دیکھ کر اور آئندہ کی قسمت بتاکر کماتے ہیں، اور یورپ و امریکہ کے باشندے باوجود نہایت ہوشیار اور نہایت بدگمان ہونے کے آئندہ قسمت کا حال معلوم کرنے کے لئے بے شمار روپیہ خرچ کرڈالتے ہیں۔

دولت مند انسانوں کو پانچ چیزوں کی ہر وقت خوشی رہتی ہے پہلی عزت اور دولت دوسرے عورت تیسرے صحت چوتھے اولاد، پانچویں مستقبل کے خطرات کے حفاظت اور یہی پانچ چیزیں ان کو بے اطمینان رکھتی ہیں، اور انہی پانچ چیزوں کے ذریعہ دعا تعویذ کرنے والے فقرا ان لوگوں کے مطلوب رہتے ہیں۔

تجارت!

بہت اچھی چیز ہے، لیکن تجارت کرنے والے کاروباری تجربوں کی وجہ سے کچھ بے مروت اور خود غرض اور روکھے بھی ہوجاتے ہیں، خاص کر ان میں شجاعت اور دلیری کا مادہ بالکل نہیں رہتا، یا بہت کم رہ جاتا ہے، اور تاجر لوگ کتنے ہی دولت مند ہوجائیں اور کیسی ہی کامیاب تجارت کے مالک ہوں اطمانیت قلبی سے عموماً محروم رہتے ہیں، اور میرے خیال میں انہی کو سب سے زیادہ ایسی دعاؤں اور عملیات کی ضرورت ہے، جو ان کے دلوں کو

مطلئن کردیں، اور بے مردی اور خود غرضی و بزدلی و بدمزاجی کی بد اخلاقیوں سے بچائیں۔

قناعت

ہر زمانے میں بہت اچھی چیز سمجھی گئی ہے، قناعت اس کو کہتے ہیں کہ جو کچھ میسر آجائے اسی پر صبر و شکر سے راضی ہو جانا، مگر آج کل کے زمانے میں قناعت کا دوسرا نام کم ہمتی رکھا گیا ہے۔ اور جس شخص کو عروج و ترقی کے وسائل میسر نہ ہوں یا اتنی عقل نہ رکھتا ہو کہ عروج اور ترقی کے وسائل پیدا کرے، وہ قناعت کی آڑ لے کر بیٹھ جاتا ہے، اور کہتا ہے کہ زیادہ حرص اچھی نہیں ہے، جو کچھ خدا نے دیا ہے وہی کافی ہے، ہم دنیا کے کتوں کی طرح دربدر مارا مارا پھرنا نہیں چاہتا۔

لیکن اس مایوس اور مجبوری کے قانع آدمی پر وہی مثال صادق آتی ہے کہ جب انگور تک رسائی نہ ہوئی تو کہدیا "انگور کھٹے ہیں"، "کون کھا کر دانت کھٹے کرے" جواں مرد اور ہمت والے انسان ایک منٹ بھی بے کار نہیں بیٹھتے، اور عروج اور ترقی کے نئے نئے وسائل ایجاد کرتے رہتے ہیں، اور قناعت اس کو سمجھتے ہیں کہ کوشش بندہ کرے اور کوشش کو پورا خدا کرے، اس لئے وہ خدا کے بھروسے کو قناعت سمجھتے ہیں۔ ورنہ نامرادی اور مجبوری کی قناعت والا عموماً اپنے ہم عصر لوگوں کی ترقی کے حسد میں رات دن جلتا رہتا ہے، اور اس کو اس فرضی قناعت سے قلب کی حضوری اور طمانیت خاطر اور تصور کی یک یکسوئی میسر نہیں آتی۔

دھوکا کون کھاتے ہیں؟

عملیات اور تعویذ گنڈے کرنے والوں سے بہت لوگ دھوکا کھاتے ہیں، مگر وہی دھوکا کھاتے ہیں جن میں عقل کم ہو، یا جن کو تجربہ کم ہو، یا جو اپنی غرض اور مراد کی تکلیف سے مغلوب ہو گئے ہوں۔

بڑے بڑے تعلیم یافتہ اور سمجھدار لوگوں کو دیکھا ہے، کہ وہ دھوکے باز عاملوں اور تعویذ گنڈے کرنے والے فریبیوں کا شکار ہو جاتے ہیں، اور اس کی وجہ محض یہ ہوتی ہے کہ ان کی

سمجھ اور ان کا علم اور ان کا تجربہ اغراض اور پیش آنے والی مصیبت کی تکلیف سے معطل ہو چکا ہوتا ہے۔ اس واسطے وہ دھوکے بازوں کی دھوکے بازی پر غور نہیں کر سکتے کہ وہ اصلی ہیں یا دھوکے باز ہیں۔

مثلاً ایک بڑا دانشمند تعلیم یافتہ آدمی کسی عورت پر عاشق ہو جاتا ہے، اور عشق اس کی علمیت اور دانش مندی کو اندھا کر دیتا ہے۔ اس لئے وہ دھوکے باز عاملوں کا شکار بن جاتا ہے اور اس کو اصلی اور نقلی عاملوں میں تمیز کرنے کی قدرت نہیں رہتی۔

یا مثلاً ایک سخت مقدمے کی آفت کے سبب انسان سراسیمہ ہو کر دھوکے باز عاملوں کے ہاتھ میں پڑ جاتا ہے۔ یا مثلاً اپنی یا اپنے کسی عزیز کی نازک بیماری سے انسان کے حواس گم ہو جاتے ہیں، اور وہ بے سوچے سمجھے کسی دھوکے باز عامل کے پھندے میں پھنس جاتا ہے

صدیوں سے کیمیا گری کی دھوم ہے مگر ہمیشہ "ایک آنچ کی کسر رہ جاتی ہے" کیمیا بنانے کا خبط عموماً دولت مند لوگوں کو ہوتا ہے، مفلس اور غریب اس شوق میں کم مبتلا ہوتے ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ دولت کو دولت کی حرص ہوتی ہے۔ میں ایسے بہت سے آدمیوں کو جانتا ہوں جن کو خدا نے سب کچھ دیا ہے، لیکن وہ رات دن کیمیا کے خبط میں مبتلا رہتے ہیں، اور ان شائقین کیمیا کو ہمیشہ دھوکے باز کیمیا گروں سے سابقہ پڑتا رہتا ہے پھر بھی ان میں سے کوئی شخص دھوکے بازوں کو دھوکے باز نہیں سمجھتا، اور اگر دھوکے بازوں سے کوئی نقصان ہو جائے تو اس کو اپنی ہی غلطی سمجھتا ہے۔

دھوکہ کون دیتے ہیں؟

وہ لوگ جو دھوکہ دینے کی لیاقت رکھتے ہیں، اور وہ لوگ جو دھوکہ کھانے والے آدمیوں کو بے عقل سمجھ سکتے ہیں، اور وہ لوگ جو اس بات کو جانتے ہیں کہ انسان اپنی غرض کے وقت دیوانہ ہو جاتا ہے، اور اس دیوانگی میں کھرے کھوٹے کی پہچان نہیں کر سکتا

یہ دھوکہ باز عموماً بازاری عملیات کی چند کتابیں دیکھ کر اور الٹے سیدھے تعویذ سیکھ کر عامل بن جاتے ہیں اور آرام سے لوگوں کو لوٹ لوٹ کر کھاتے کماتے ہیں۔

دھوکے سے بچنے کا علاج

اگر کوئی شخص یہ سوال کرے کہ ہم دھوکے باز عاملوں سے کیونکر محفوظ رہ سکتے ہیں؟ تو میں جواب دوں گا کہ آپ کا محفوظ رہنا قطعی ناممکن ہے، کیونکہ مجھے بے شمار تجربے ہوئے ہیں کہ جب میں نے دھوکا کھانے والوں کو دھوکوں سے آگاہ کرنا چاہا تو کسی شخص نے کبھی میری بات نہ مانی اور دھوکے بازوں کے پھندوں سے چھٹنا نہ چاہا۔

میرے قرابت داروں میں ایک مرحوم عزیز ایک عامل کے بہت معتقد تھے ان عزیز کی بیوی نے ایک دن مجھ سے کہا کہ آج رات کو عامل صاحب موجود تھے، مکان میں خوب اندھیرا تھا، یکایک ان کا لحاف کھل گیا اور ان کے سینے سے ایسی تیز روشنی نمودار ہوئی کہ ہم سب کی آنکھیں چکاچوند ہو گئیں۔ میں یہ سنکر خاموش ہو گیا، اور دوسرے دن رات کو ان کے مکان پر گیا، عامل صاحب موجود نہ تھے میں نے اپنے عزیز اور ان کی بیوی سے کہا گھر کی روشنی خاموش کر دو، انھوں نے خاموش کر دی۔ گھر میں خوب اندھیرا ہو گیا، اس کے بعد میں نے کہا دیکھو میرے سینے کی طرف، وہ سب دیکھنے لگے کہ میرے سینے سے بھی نہایت تیز شعاعیں نکلیں ان دونوں نے فوراً کہنا شروع کیا کہ جی ہاں، جی ہاں، ایسی ہی روشنی عامل صاحب کے سینے سے بھی نکلی تھی۔ تب میں نے ان دونوں کو سینے کی جیب سے برقی لیمپ نکال کر دکھایا۔ جس کا بٹن دبا کر میں نے شعاعیں پیدا کر دی تھیں۔ اور ان کو سمجھایا کہ تمہارے عامل صاحب کے پاس بھی ایسا ہی برقی لیمپ ہو گا۔

لیمپ دیکھنے کے بعد ان دونوں نے متفقہ الفاظ میں کہا جی نہیں، ان کے پاس لیمپ نہیں تھا ان کے نزدل سے روشنی نکلی تھی میں یہ جواب سن کر ہنسا اور اپنے گھر میں چلا

اور میں نے سمجھ لیا کہ اللہ تعالےٰ کی شان رزاقی ہے، وہ ان لوگوں سے عامل کو کچھ دلوانا چاہتا ہے، اور اس نے تقدیر میں لکھ دیا ہے کہ عامل دھوکہ بازی کا گنہگار ہو اور یہ لوگ اس کے دھوکے کا شکار ہوں، چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ان دونوں نے زیور رہن رکھ کر ڈیڑھ سو روپے عامل کو دے دیئے۔

ایسا ہی بمبئی کے ایک کروڑپتی میمن نے ایک دفعہ مجھ سے کہا کہ اس کے گھر میں کسی بھوت کی آوازیں آتی ہیں، ایک سال پہلے بھی یہ آوازیں آتی تھیں اور ایک عامل نے سو تیس سونا لے کر ان آوازوں کو دور کر دیا تھا، اب وہ پھر آنے لگیں، اور عامل صاحب موجود نہیں ہیں آپ ان آوازوں کو دور کر دیں، تو میں ڈھائی سیر سونا دوں گا، میں ان کے مکان پر گیا اور میں نے دیکھا کہ ان کے پڑوس میں انہی کی ملکیت کا ایک مکان خالی پڑا ہے۔ یہ دیکھنے کے بعد میں نے میمن صاحب کے عورت مرد، نوکروں کو بلایا، اور سب کو سامنے کھڑا کر کے غور سے دیکھا اور راز کو سمجھ لیا اور اس کے بعد میمن صاحب کو اور سب نوکروں کو سامنے سے ہٹا دیا، اور صرف ایک ماما کو روک لیا جب سب چلے گئے تو میں نے اس ماما سے کہا مجھے تمہاری شرارت معلوم ہو گئی ہے آئندہ اگر یہ آوازیں آئیں تو تمہاری خیر نہ ہو گی۔ وہ عورت کانپنے لگی، اور اس نے ڈرتے ڈرتے کہا کہ پہلے عامل صاحب نے مجھے آدھا سونا دینے کا وعدہ کیا تھا مگر صرف پچاس روپے دے کر چلے گئے، آپ اگر مجھ کو آدھا سونا دیدیں تو میں ڈھائی سیر سونا آپ کو دلوا دوں گی۔ اور یہ آوازیں بند ہو جائیں گی میں نے اس عورت کو کچھ جواب نہیں دیا اور اس کو سامنے سے ہٹا کر میمن صاحب کو تخلیے میں بلایا، اور ان سے ساری حقیقت بیان کی کہ یہ شرارت ماما کی ہے اس کو موقوف کر دو آوازیں بند ہو جائیں گی، اور میں نے میمن صاحب سے سارا قصہ بھی بیان کر دیا مگر میں حیران رہ گیا جب میں نے یہ دیکھا کہ بجائے احسان مند ہونے کے اور ماما کو نکالنے کے اور میری بے طمعی کی قدر کرنے کے انھوں نے جواب دیا کہ "جی نہیں یہ بھوت آپ کے قابو کا نہیں ہے" اور ملنے جاری بے قصور ہے اور بہت پرانی نوکر ہے، آپ جائیے میں کسی اور سے علاج کرا لونگا،

میں چلا آیا مگر میں نے سمجھ لیا کہ اللہ میاں نے اپنی قدرت کے عجیب و غریب کارخانے بنائے ہیں کسی کو دیتے ہیں کسی سے دلواتے ہیں، کوئی نیکی سے لیتا ہے کوئی بدی سے لیتا ہے اپنی اپنی قسمت ہے، حضرت علیؓ گھوڑے پر سوار جا رہے تھے۔ نماز کا وقت آیا گھوڑے سے اترے ایک اجنبی آدمی کو گھوڑے کی لگام دے کر نماز پڑھنے لگے، اس اجنبی نے خیال کیا گھوڑا لیجاؤنگا تو کہیں نہ کہیں پکڑا جاؤں گا اس لیے اس نے گھوڑے کی لگام اتاری اور گھوڑے کو اکیلا چھوڑ کر چلا گیا، حضرت نماز سے فارغ ہوئے تو گھوڑے کو بے لگام دیکھا۔ اور مجبوراً گھوڑے کی ایال پکڑ کر پیدل روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک دوسرا آدمی کھڑا ہوا حضرت کے گھوڑے کی لگام بیچ رہا تھا حضرت نے قیمت پوچھی اس نے کہا دو درم کو ابھی خریدی ہے حضرت نے فرمایا یہ چوری کی ہے اور میرے گھوڑے کی ہے میری جیب میں دو درم تھے، اور میں نے ارادہ کیا تھا کہ نماز سے فارغ ہو کر گھوڑا پکڑنے والے کو یہ دو درم انعام میں دوں گا، مگر اس نے جلدی کی اور چوری کا گناہ کر کے بھاگ گیا، اور چوری کی لگام دو درم میں بیچی، اس کی قسمت میں دو ہی درم لکھے تھے، اگر وہ جلد بازی نہ کرتا تو میرے انعام کے ذریعہ اس کو دو درم مل جاتے، اور وہ اس کے لیے حلال ہوتے، مگر اس نے جلدی کی اور چوری کا گناہ کیا۔ اور ملے وہی دو درم جو اس کی قسمت میں تھے مگر حرام ہو کر ملے۔ ایسے ہی اس دنیا میں عامل ہوں یا کوئی اور سب کو اتنا ہی ملنا ہے، جتنا ان کے لیے مقدر ہے، مگر وہ اپنی جلد بازی کی وجہ سے حلال کے ذریعے آنے والی آمدنی کو حرام کر لیتے ہیں اگر وہ کسی کو دھوکہ دیکر وصول کرنیکا ارادہ نہ کریں تو اللہ تعالےٰ ان کو حلال کے ذریعے سے اتنا دیدیگا جتنا انھوں نے حرام ذریعے سے حاصل کیا تھا

پس دھوکہ باز عاملوں کا علاج صرف یہی ہے کہ وہ خود دھوکہ بازی کے گناہ کو سمجھیں، اور اس جرم سے باز رہیں ورنہ دھوکہ کھانے والے لوگ اتنے زیادہ ہیں اور ان کی عقلیں اس قدر کمزور ہیں کہ ان کا علاج قطعی ناممکن ہے۔

حد ہے یورپ جیسے ہوشیار ملک میں بھی بے شمار یورپین اس قسم کے لوگوں کے دھوکہ

کھاتے ہیں، حالانکہ وہاں عملیات کا کچھ زیادہ چرچا اور رواج نہیں ہے۔

میں نے اس کتاب میں یہ باتیں بسبیل تذکرہ لکھدیں تاکہ پڑھنے والے عملیات کی دنیا سے اچھی طرح واقف ہو جائیں۔ ورنہ میں اپنے ذاتی تجربے سے جانتا ہوں کہ دھوکہ کھانے والے اس ملک میں بے شمار ہیں۔ اور انہی کی یہ متعدی عادت دھوکہ باز عامل پیدا کرتی ہے، کہ بازار میں وہی چیز بکنے آتی ہے جس کی مانگ ہو اور جس کا گاہک ہوں، گرمی کے موسم میں کسی نے نہ دیکھا ہوگا کہ بازار میں کوئی شخص روئی بیچنے کو لائے کیونکہ روئی کے گاہک سردی کے موسم میں روئی خریدتے ہیں، اور چونکہ گرمی کے موسم میں روئی کا کوئی خریدار نہیں ہوتا۔ اس واسطے وہ بازار میں نہیں لائی جاتی ہے

رات دن اخباروں میں چھپتا ہے، اور رسالوں اور کتابوں میں شائع کیا جاتا اور جلسوں کے لیکچر عوام کو سمجھاتے ہیں، کہ دھوکہ باز کیمیا گروں اور عاملوں اور تعویذ گنڈہ کرنے والوں اور سادھوؤں اور بنے ہوئے درویشوں سے ہوشیار رہو، یہ طرح طرح کی چالاکیوں سے عوام کو لوٹتے ہیں، مگر ان تحریروں اور تقریروں کا کچھ بھی اثر نہیں ہوتا۔ اور مذکورہ دھوکے بازیاں دن بدن ترقی کرتی جاتی ہیں۔

میں تو یہ چاہتا ہوں کہ اصلی عامل اور صحیح دعا تعویذ کرنے والے اتنے زیادہ کر دئیے جائیں کہ دھوکے باز عامل اور تعویذ گنڈے کرنے والے ان کی کثرت کے سامنے مغلوب و بے اثر ہو جائیں، اور اصلی عاملوں اور تعویذ گنڈہ کرنے والوں کی کثرت اسی وقت ہوگی کہ ایسی تحریکات قائم ہوں جن سے منکروں کی بدگمانیاں دور ہوں اور سچے عاملوں کی قدر دانیاں ترقی کریں۔ اور ملک میں گزشتہ زمانے کی طرح پھر اصلی دعا تعویذ کا عام رواج ہو جائے، کہ اس سے دھوکے باز عاملوں کی کساد بازاری ہوگی۔ اور یہی چیز عملیات اور تعویذ گنڈے کی اصلیت اور صداقت کو بدگمانیوں اور بدنامیوں اور رسوائیوں سے بچائے گی۔

میری اس کتاب کا مقصد بھی غور کرنے سے ایک حد تک یہی ثابت ہوگا کہ منکرین کے طبقے

اور بدگمان جماعتیں عملیات کی اس سچی اور اصلی کتاب کو دیکھ کر بدگمانیوں سے جو یقیناً گناہ ہیں محفوظ ہو جائیں گی اور یہ کتاب سچے عاملوں کی قدر کو بڑھائے گی، اور سچے عامل اس کتاب کے بتائے ہوئے طریقوں کے موافق جائز آمدنی اتنی حاصل کرنے لگیں گے کہ ان کو ناجائز ذرائع استعمال کرنے کا خیال ہی نہ آنے پائے گا، اس واسطے اب میں ان طریقوں کو لکھتا ہوں جنکے ذریعے سچے عاملوں کی تعداد بڑھے، اور لوگ دھوکے بازوں سے محفوظ رہیں۔

چند راز

اب میں مختصر طریقے سے عملیات کے وہ راز بیان کرتا ہوں جن کو عملیات کے ماہر ہمیشہ پوشیدہ رکھنا ضروری سمجھتے ہیں، اور زیادہ خود ان رازوں سے واقف نہیں ہوتے، ان میں ہر ایک راز نہایت اہم اور بہت ضروری ہے اور ان کے معلوم ہو جانے سے ہزاروں لاکھوں آدمیوں کو عملیات میں آسانیاں ہو جائیں گی عمل چاہے حزب البحر کا ہو یا کسی چیز کا یہ سب راز ہر عامل کو ہر عمل میں مفید اور کارآمد ہوں گے، لہٰذا ان کو بہت غور اور توجہ سے سننا چاہیے۔

پہلا راز شمار

اکثر نا سمجھ اور کم لیاقت کے عامل عمل کے وقت گنتی اور شمار کی طرف توجہ رکھتے ہیں کہ اب دس ہوئے اور اب بیس ہوئے اور اب سو ہوئے، اس واسطے ان کی توجہ عمل کے الفاظ و مطالب اور اپنے مقصد کی طرف نہیں جاتی اور عمل کامیاب نہیں ہوتا، اس واسطے ہر عامل کو گنتی سے زیادہ عمل کے مقصد اور عمل کے معنی اور مطالب کی طرف توجہ رکھنی چاہیے۔

دوسرا راز اشارات

حزب البحر کے عمل میں اشارات اس واسطے قائم کئے گئے تھے کہ اہم اور خاص حصوں کی طرف عمل کے وقت تصور متوجہ ہو جائے مگر بعض عاملوں کو دیکھا ہے کہ وہ اشارات کو اصل مقصد سمجھنے لگے ہیں، اور دعا کے معانی اور مطالب کی طرف ان کی توجہ نہیں ہوتی اور یہ ایک بڑا راز عمل کی ناکامی کا ہے بس جس کو پوری کامیابی منظور ہو تو وہ اشارات کے وقت دعا

کہ ان فقروں کا مطلب اور معانی اور خود اپنا مقصد جس کے لئے دعا پڑھ رہا ہو ذہن اور دماغ میں یکسوئی کے ساتھ جمع کرے کامیابی ضرور ہو جائے گی ؛

تیسرا راز زبان جاننا !

عملیات اکثر عربی میں ہوتے ہیں، اور حزب البحر بھی عربی زبان میں ہے مگر عموماً عمل کرنے والے عربی زبان نہیں جانتے، نہ عربی دعاؤں کا ٹھیک ترجمہ اور ٹھیک مطلب ان کے ذہن میں ہوتا ہے، محض الفاظ کی پیروی کرتے ہیں، اس واسطے اکثر اوقات کامیابی نہیں ہوتی، پس کامیابی کا راز یہ ہے کہ یا تو وہ عربی زبان سیکھیں ورنہ جس دعا کا عمل کرنا ہو اسکا صحیح ترجمہ اور مطلب ایک ایک لفظ اچھی طرح ذہن نشین کر لیں خدا نے چاہا ضرور کامیابی ہوگی ؛

چوتھا راز معانی پر غور !

عملیات میں عامل لوگوں نے طرح طرح کے طریقے اور طرح طرح کی شرطیں مقرر کر دی ہیں اور ان سب کا فلسفیانہ مقصد تصور کی یکسوئی ہے مگر بعض لوگ نادانی اور جہالت کی وجہ سے ان شرطوں اور طریقوں میں الجھ کر رہ جاتے ہیں، ان کا تصور اصل مقصد کی طرف جاتا ہی نہیں گویا وہ ذریعے کو اصل مقصد بنا لیتے ہیں، حالانکہ عملوں کی شرطیں اور طریقے تو ایک ذریعہ ہیں اصل مقصد اس دعا کے الفاظ اور معانی میں پوشیدہ ہے توجہ اس طرف کرنی چاہیئے ؛

پانچواں راز قلب کی حضوری

ہر تمام عملیات میں سب سے بڑا راز توجہ اور تصور کی یکسوئی حاصل کرنے کا یہ ہے کہ زبان کو بیکار کر دیا جائے یعنی دعا اور عمل کے الفاظ زبان سے نہ پڑھے جائیں، بلکہ دل کے خیال میں پڑھے جائیں۔ اس سے فوراً یکسوئی اور قلب کی حضوری پیدا ہو جائیگی، جو ہر عمل اور ہر دعا میں نہایت ہی زود اثر ثابت ہوگی۔

چھٹا راز حبس دم

باطنی ترقی اور صفائی قلب کی اصلی بنیاد حبس دم ہے، یعنی جتنے باطنی اذکار و اشغال ہیں

وہ سب حبس دم کے ذریعہ کئے جاتے ہیں عملیات میں بھی حبس دم ایک بہت بڑا راز ہے، یعنی جو شخص کسی عمل کا عامل بننا چاہے پہلے اس کو حبس دم سیکھنا چاہئے، اور جب اس میں تھوڑی سی مہارت ہو جائے اس وقت عمل کرنا چاہئے کہ یہ بھی کامیابی عمل کا بہت بڑا راز ہے

ساتواں راز بدن سادھنا!

بہت تھوڑے عامل اس فن سے اور اس راز سے واقف ہیں، اور جو واقف ہیں وہ اس راز کو ظاہر نہیں کرتے کہ عمل کی کامیابی کے لئے تصور اور توجہ اور دل کی یکسوئی ضروری ہے اور وہ حبس دم کے ذریعے ہوتی ہے اور اس کے لئے جسم کا سادھنا بھی بہت ضروری ہے یعنی عامل عمل کے وقت اگر کھڑے ہو کر عمل کرے تو بالکل سیدھا کھڑا ہو اس کے تمام اعضا اور اعضا قدرتی انداز پر اپنی اپنی جگہ قائم رہیں، اور بیٹھ کر پڑھے تب بھی جسم کے اندر کسی قسم کا جھول اور جھکاؤ اور بے ترتیبی نہ ہو اور اگر لیٹ کر پڑھے تب بھی جسم کے سب حصے سیدھے رہیں عموماً عملیات چت لیٹ کر کئے جاتے ہیں، اور سر کو اونچا رکھا جاتا ہے، کیونکہ حبس دم کا انتہائی عمل چت لیٹنے سے اچھی طرح ہوتا ہے:

آٹھواں راز تعداد کی کثرت

بعض عامل عملیات پڑھنے کی تعداد بہت زیادہ بتا دیتے ہیں، اتنی زیادہ جو انسان کی طاقت سے بھی بڑھ جاتی ہے، اس کا مقصد بھی محض یہ تھا کہ انسان مشقت اور محنت کے دباؤ سے اپنی توجہ اور تصور اور دل کی قوتوں کو یکسو کر سکے، مگر ناواقف عامل اس قدیمی حکمت کو بہت کم سمجھتے ہیں، اس واسطے وہ کثرت تعداد کی محنت و مشقت میں الجھ کر رہ جاتے ہیں اور انھیں کامیابی حاصل نہیں ہوتی۔ اس واسطے عاملوں کو چاہئے کہ وہ کثرت تعداد کے خلجان میں نہ پڑیں، اگر ان کا تصور اور ان کی توجہ اور ان کے دل کی حضوری کسی اور ذریعے سے حاصل ہو جائے تو وہ عمل کی تعداد کو کم کر سکتے ہیں۔

نواں راز ساعتیں

عملیات میں بہت سے عامل عروج و زوال سیارگان کی پابندیاں بھی عائد کرتے ہیں اس سے انکار نہیں کرتا کہ گردش نجوم کا اثر پڑتا ہے، اور عملیات میں سیاروں کی گردش کے موافق ساعتوں کا مدنظر رکھنا بہت حد تک ضروری اور مفید ہوتا ہے لیکن جو عملیات نجوم سے تعلق نہ رکھتے ہوں، اور وہ نجوم سے بالکل علیحدہ ہوں، ان میں سیاروں کی گردش اور ساعتوں کا دیکھنا بالکل بے کار ہے، مثلاً حزب البحر کے عمل میں نجوم کا کوئی دخل نہیں ہے، البتہ حزب البحر کے بعض حصے ایسے ہیں کہ ان کو قواعد نجوم کے موافق عمل میں لایا جاتا ہے۔ وہاں بے شک ساعتوں کا مدنظر رکھنا ضروری ہے۔

دسواں راز اوقات خاص

عملیات کے لئے خاص اوقات کا مقرر کرنا اور پھر ان ہی خاص اوقات میں عمل کا پڑھنا اس واسطے ضروری ہے کہ انسان کا ارادہ اور تصور اور نیت اور ذہن اور دماغ اور توجہ ایک مرکز پر رہے کیونکہ یہی چیزیں کامیابی کی کنجی ہیں مگر اس میں بھی بعض ناواقف لوگ غلطیاں کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ یہ خاص اوقات شاید کسی ستارے کی ساعت کی وجہ سے مقرر کئے جاتے ہیں لیکن ایسا بہت کم ہوتا ہے، اس واسطے عامل کو یہ راز بھی اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے۔

گیارھواں راز رات کا وقت

عملیات پڑھنے کے لئے رات کا وقت مقرر کرنے کی وجہ بھی ایک خاص راز ہے چونکہ تاریکی انسان کے خطرات کو روکتی ہے، اور یکسوئی پیدا کرتی ہے اور رات کے وقت غل شور بھی بند ہو جاتا ہے، اس واسطے عملیات میں رات کا وقت عمل خوانی کے لئے مقرر کیا جاتا ہے۔

بارھواں راز تعداد کی قلت

جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے کہ تعداد کی کثرت تصور اور ذہن پر بوجھ ڈالنے کے لئے تھی ایسے

ہی موجودہ زمانے میں یہ راز بھی معلوم کرنے کے قابل ہے کہ آج کل بجائے تعداد کی کثرت کے عملیات پڑھنے میں تعداد کی قلت زیادہ اثر پیدا کرتی ہے، یعنی چونکہ لوگوں کی فرصتیں کم ہو گئی ہیں، اس واسطے وہی اعمال لوگوں کی توجہ کو یکسو کر سکتے ہیں۔ جن میں پڑھنے کی تعداد کم ہو، لہٰذا آج کل جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ عملیات پڑھیں اور ان کا اثر بھی ہو تو وہ اپنے خیال اور توجہ کو یکسو کرنے کے لئے عملیات کی تعداد کم کر دیں یعنی جو عمل پانچسو دفعہ پڑھنے کا ہو اس کو پچیس دفعہ پڑھیں، یا پچاس تک پڑھیں۔ اور کوشش اس بات کی ہو کہ زبان سے الفاظ صحیح ادا ہوں، اور ان الفاظ کا مطلب ذہن کے سامنے رہے۔ اور اپنی مراد کو بھی سامنے رکھا جائے جس کے لئے عمل پڑھا جا رہا ہو:۔

تیرھواں راز خاص لباس

عملوں کے لئے خاص لباس کی بھی ضرورت ہے، پہلے لوگ سوئی سے سلا ہوا کپڑا عمل کے وقت نہیں پہنتے تھے، اور اس کا فلسفہ بھی یہی تھا کہ ایک خاص لباس عمل کے وقت استعمال کرنے سے خیالات یکسو ہو جاتے تھے، اور ذہن عمل کی طرف متوجہ رہتا تھا آجکل کے زمانے میں بھی عمل خوانی کے وقت خاص لباس کی بڑی ضرورت ہے، حج کے زمانے میں احرام باندھنے کا فلسفہ بھی یہی ہے کہ سب شاہ و گدا ادنیٰ اور اعلیٰ امیر اور غریب ایک لباس میں خدا کے سامنے حاضر ہوں، اور ان سب کے دل اور ذہن خدا کی طرف متوجہ رہیں:۔

چودھواں راز اجازت کی شرط

تمام عملیات میں اجازت بھی ایک ضروری شرط مانی جاتی ہے، اور میں اس کو اب بھی ضروری ہی سمجھتا ہوں جب کہ آزادی کا دور ہر شخص کے دل اور دماغ پر مسلط ہے، اجازت کی شرط کا راز یہ ہے کہ عمل پڑھنے والا کسی ایسے شخص سے عمل سیکھے جو اس عمل کا واقف اور ماہر ہو اور اس کی خفیہ حکمتوں کو جانتا ہو۔ اجازت حاصل کر لینے سے عمل پڑھنے والے کے دل کو قوت رہتی ہے اور اس کا یقین جما رہتا ہے کہ یہ عمل اجازت کے بعد میرے پاس آیا ہے، اور اس میں ضرور کامیابی ہو گی

پندرھواں راز نصاب اور زکوٰۃ

سب عملیات میں لفظ نصاب اور زکوٰۃ کا استعمال کیا جاتا ہے۔ النصاب ایک مقررہ تعداد کو کہتے ہیں، اور زکوٰۃ ایک مقررہ تعداد کو مقررہ طریقے سے پورا کر لینے کو کہتے ہیں یعنی جب کوئی شخص کسی عمل کو مقررہ تعداد اور مقررہ قواعد کے موافق پورا کر دے تو کہتے ہیں کہ اس نے فلاں عمل کی زکوٰۃ دیدی، اور نصاب ادا کر دیا۔

نصاب و زکوٰۃ کا راز بہت گہرا ہے، اور اس میں اگر فرق پڑ جائے تو بہت کم کامیابی ہوتی ہے اور اس کا راز یہ ہے کہ تاثیریں اعداد کے اندر پوشیدہ ہیں، قرآن مجید میں مختلف اعداد کا ذکر آتا ہے اور ان اعداد کا راز بھی یہی ہے مثلاً سات کا عدد یا چھ کا یا اور اسی قسم کے اعداد جیسا ستر کا عدد ہے جس کا ذکر حدیثوں میں بہت آتا ہے پس نصاب اور زکوٰۃ چونکہ اعداد سے تعلق رکھتے ہیں اس واسطے بہت ضروری ہیں، اور عدد کو محفوظ اور ملحوظ رکھنا بھی نہایت لازمی ہے۔

سولھواں راز خوشبو اور بخورات کی شرط

عملیات پڑھنے میں خوشبو کا پاس رکھنا اور بخورات جلانا مثلاً لوبان اور اگربتی وغیرہ بھی ضروری ہے، ان کا راز یہ ہے کہ قلب میں فرحت پیدا ہو اور ذہن اور دماغ اور تصور خدا کی طرف متوجہ ہو کر یکسو ہو جائے۔ کیونکہ خوشبو روح کی غذا ہے۔

سترھواں راز خاص مقصد کی شرط

سب عاملوں کا اتفاق ہے کہ کوئی عمل کامیاب نہیں ہوتا، جب تک نیت اور مقصد مقرر نہ ہو، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ ارکان اسلامی میں بھی نیت کی شرط ہے، اور حدیث میں بھی آیا ہے کہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ سب عمل نیت پر منحصر ہیں، اگرچہ یہ حدیث اصولی اور عمومی ہے لیکن اس کا اطلاق عملیات پر بھی ہو سکتا ہے، کہ بغیر ارادے اور نیت اور مقصد کے تقرر کے کسی عمل میں کامیابی نہیں ہوتی، اور اس کا راز یہ ہے کہ بغیر نیت اور مقصد مقرر کے ذہن اور

قصور ریک سو نہیں ہوتا ؟

یورپ اور امریکہ میں عملیات کا شوق

موجودہ زمانہ مادی زمانہ ہے ، روحانی اور علمی باتوں کا اعتقاد کم ہو گیا ہے ہر شخص مادی اور نظر سے مشاہدہ والی چیزوں کا یقین کرتا ہے ، اور یہ سب خیالات یورپ کی تعلیم سے پھیلے ہیں مگر ہندوستان اور افغانستان اور ترکی اور مصر و عرب اور عراق وغیرہ ممالک تو یورپ و امریکہ کے اثر سے روحانیت سے منکر ہو رہے ہیں ، اور خود یورپ و امریکہ والے روحانیت کی عجیب و غریب باتوں کی طرف جھکتے جاتے ہیں ، اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر انکار کے بعد اقرار پیدا ہوتا ہے اور جس طرح موسم بدلتے ہیں اسی طرح قوموں کے خیالات اور اعتقاد بھی بدلتے رہتے ہیں۔

یورپ و امریکہ میں انکار اپنی حد کو پہنچ چکا تو اس میں تبدیلی پیدا ہوئی ، اور اب وہ لوگ اقرار کی طرف آرہے ہیں ، اور ان کے ہاں روحانیت کی عجیب باتوں کا شوق بڑھ رہا ہے

مشرق و مغرب کا فرق

مگر جس طرح مشرق و مغرب میں رنگتوں کا فرق ہے ، عادت و خصلت کا فرق ہے ، زبانوں کا فرق ہے خیالات کا فرق ہے ، ایسے ہی عملیات کے معاملے میں بھی ان میں اور ہم میں زمین آسمان کا فرق ہے ، وہ لوگ روحانیت کو بھی سائنس اور فلسفے اور ایک علمی مشاہدے کی چیز بنا دینا چاہتے ہیں ، یعنی جب کسی غیبی اور باطنی اور روحانی چیز کو پیش کرتے ہیں تو سائنٹفک دلائل بھی اس کے ساتھ لگا دیتے ہیں تا کہ نئی تعلیم اور نئی روشنی کے لوگ اس کو سمجھ سکیں اور اس کو مان سکیں

مگر ایک اور بہت بڑا فرق مشرق اور مغرب میں ہے ، اور وہ مقصد کا فرق ہے ۔ مشرق والے اگرچہ عملیات اور روحانیات کو دنیاوی مقاصد کے لئے بھی استعمال کرتے تھے ، اور کرتے ہیں لیکن ان کا اصلی مقصد ان روحانیات سے خدا طلبی تھا ، یعنی خدا تک پہنچنے اور خدا کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے مشرقی لوگ اذکار و اشغال و اعمال کرتے تھے اور کرتے ہیں مگر یورپ امریکہ وغیرہ مغربی ممالک میں خدا طلبی کا مقصد بہت کم پایا جاتا ہے ، وہ لوگ تو محض ایک عجوبہ چیز سمجھ کر ادھر

متوجہ ہوتے ہیں۔ اور روحانیات کو بطور پیشہ روپیہ حاصل کرنے کے لئے کام میں لاتے ہیں، مثلاً مسمریزم، ہپناٹزم اور ارواح سے گفتگو کرنے کا جتنا چرچہ یورپ و امریکہ میں ہے، ان سب کا اصلی مقصد روپیہ حاصل کرنا ہے۔

آج کل یورپ اور امریکہ میں سینکڑوں اخبار اور رسالے روحانیت کے متعلق شائع ہوتے ہیں اور بہت سے کلب اور سوسائٹیاں روحانیت کی بن گئی ہیں۔ اور بہت سے لوگوں نے روحانیت کے کورس تیار کئے ہیں۔ جو بڑی بڑی رقمیں لے کر شاگردوں کو اور شائقین کو دیئے جاتے ہیں۔

وہ لوگ ارواح سے باتیں کرنے کے لئے جلسے کرتے ہیں، اور ان جلسوں میں فیس اور معاوضہ لے کر لوگوں کو آنے دیتے ہیں، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انھوں نے روحانیات کو روپیہ کمانے کا ایک پیشہ بنا لیا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ مشرق کے عامل بھی اپنے عملیات کا معاوضہ نذر و نیاز کی صورت میں حاصل کرتے ہیں لیکن ان کو عملیات کا شوق محض روپے کے لئے نہیں ہے اور مشرق و مغرب کے خیالات میں یقیناً بہت بڑا فرق معلوم ہوتا ہے۔

ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟

مشرق و مغرب یعنی یورپ و ایشیا کے مذکورہ فرق کو معلوم کرنے کے بعد اب ہم ہندوستانی اور ایشائی لوگوں کو اس پر غور کرنا چاہیئے، کہ ہم یورپ و ایشیا کے موجودہ طریق روحانیات کو حاصل کریں یا نہیں؟ اور کیا ہمارے لئے ہمارا گذشتہ طریقہ روحانیت کا زیادہ مفید ہے، یا نیا طریقہ؟

اس کا جواب آسان ہے، کہ ہم کو یورپ امریکہ کے مروجہ روحانیات کے طریقوں کو غور سے دیکھنا چاہیئے، اور اگر ہمیں کوئی سائنٹفک بات مغربی لوگوں کے موجودہ طریقوں میں معلوم ہوسکے، تو اس کے حاصل کر لینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، لیکن ہم لوگ اپنا مقصد نہیں بدل سکتے، جیسا کہ میں نے اوپر کہا ہے کہ ہمارا مقصد روحانیات سے خدا طلبی ہے، اور یورپ و امریکہ کا مقصد روحانیات سے زر طلبی ہے، اس لئے ہمارا مقصد اعلیٰ ہے اور روحانی ہے۔

اور ان کا مقصد ادنیٰ ہے اور مادی ہے۔

اس کے علاوہ ایک بات یہ بھی غور کرنے کے قابل ہے کہ یورپ و امریکہ میں روحانیت کا چرچہ محض ایشیا کی تقلید میں ہوا ہے اور جو چیزیں روحانیت کی ان کے ہاں رائج ہوئی ہیں، وہ سب ہمارے گھر کی یادگار ہیں، انہوں نے ہماری پرانی کتابوں کو پڑھ پڑھ کر اپنے نئے طریقوں اور نئے سائنس کے ذریعے ان کو بالکل نیا بنا کر پیش کیا ہے۔ گویا ہم ان لوگوں کی اصطلاح میں کہہ سکتے ہیں کہ شراب وہی ہماری پرانی شراب ہے، البتہ یورپ اور امریکہ نے ہماری پرانی شراب کو اپنی نئی بوتلوں میں بھر لیا ہے۔

غور کرو مسمریزم کیا چیز ہے؟ وہ نظر کی قوت ہے، جو تصور اور ذہن اور دماغ کو یکسو کر کے کام میں لائی جاتی ہے یعنی نگاہ کو ایک چیز پر جما کر خیالی اور ارادی اور ذہنی قوتوں کو جمع کیا جاتا ہے، اور پھر اس سے کام لیا جاتا ہے۔

یہ چیز ہمارے گھر کی لونڈی ہے، اور عملیات اور روحانیات کے جاننے والے اس کو ایک بہت معمولی چیز سمجھتے ہیں۔ یورپ اور امریکہ والے مسمریزم کے ذریعے بیماریوں کا علاج کرتے ہیں۔ اور پوشیدہ خبریں معلوم کرتے ہیں، اور انھوں نے اس کو بھی روپیہ کمانے کا ایک پیشہ بنا لیا ہے ہم لوگ بھی نظر کی قوتوں سے بڑے بڑے کام لیتے تھے، اور اب بھی لیتے ہیں مگر ہمارا مقصد نظر کی قوت سے دوسروں پر اچھا اثر ڈالنا تھا، یعنی ہم اپنی نگاہوں کی قوت کو مضبوط کر کے بد اخلاق اور آوارہ اور برے آدمیوں کو ایک نظر میں نیک بنا دیتے تھے اور شیطان کے راستے سے ہٹا کر خدا کے راستے پر لگا دیتے تھے، بے شک ہم کو اس خدمت خلق کی وجہ سے نذر نیاز بھی ملتی تھی مگر وہ ایک ضمنی چیز تھی، ہمارا اصلی مقصد انسانوں کی اخلاقی اصلاح اور ان کو نیک اور خدا پرست بنانا تھا۔

ہپناٹزم بھی اسی قسم کی ایک چیز ہے، یہ ارادے اور خیال کی قوت سے پیدا ہوتی ہے جب کوئی شخص عمل اور کسب سے اپنے خیال اور ارادے کو قابو میں کر لیتا ہے تو وہ دوسروں کے

خیال اور ارادے پر اپنی ارادی اور خیالی قوتوں کو منتقل کر سکتا ہے۔ اور دوسروں کی ارادی قوتوں کو مغلوب کر کے ان سے کام لے سکتا ہے، یورپ امریکہ والے اس کو تھیٹروں میں بطور تماشے کے دکھلاتے ہیں، اور ٹکٹ لگا کر روپیہ وصول کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کا مقصد زر طلبی ہے مگر ہم لوگ اس ارادے اور خیال کی مخفی اور باطنی قوت سے اپنے نفس کو مغلوب کرتے ہیں، اور پھر اس کو خدا کی طرف لے چلتے ہیں، اور اپنے نفسانی جذبات کو مطیع کر کے ملکوتی بنا دیتے ہیں اور محض اپنے ہی لئے نہیں بلکہ اپنے ہم جنس سب انسانوں کی اصلاح اور بہبودی کے لئے اس قوت کو استعمال کرتے ہیں، اس کے عوض ہم کسی سے کچھ مانگ نہیں سکتے نہ ہم مانگتے ہیں لیکن بن مانگے ہم کو بہت کچھ مل جاتا ہے، اور بڑی بات تو یہ ہے کہ جب یہ قوت ہمارے اندر پیدا ہو جاتی ہے تو ہم لالچ اور طمع اور زر پرستی کے برے جذبات سے اونچے ہو جاتے ہیں، اور ہم کو دنیا کی دولت سے زیادہ اچھی دولت قناعت مل جاتی ہے۔ اور اس سے ہمارے دلوں کو ایک تسلی اور تسکین حاصل ہو جاتی ہے جو ہر موجود مخلوق کی نجات کا دوسرا نام ہے۔

تندرستی کا عمل هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ

دعائے اعتصام میں آیت الکرسی کا ایک حصہ هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ہر قسم کی مایوس کن بیماریوں کے لئے مفید ہے، مثلاً تپ دق اور سل اور کنٹھ مالا اور سرطان اور ہیضہ اور طاعون اور انفلوئنزا جیسی مہلک بیماریوں کی حالت میں اگر اس آیت کا عامل پانی پر دم کر کے بیمار کو پلائے یا زعفران سے اور عرق گلاب سے یہ آیت لکھ کر بیمار کو پلائے تو یقیناً فائدہ ہوگا، مگر شرط یہ ہے کہ عامل باقاعدہ ہو۔ یعنی عامل نے اس آیت کی زکات دیدی ہو۔

زکات کا طریقہ یہ ہے کہ رات کو ۱۲ بجے کے بعد سے طلوع صبح صادق تک یہ آیت گیارہ سو مرتبہ گیارہ دن تک پڑھی جائے عمل خوانی کے وقت روشنی پاس نہ ہو تاریکی میں پڑھنی چاہیے۔ گلاب کے پھول موجود ہوں، اور لوبان بھی جلتا رہے، اور عامل کھڑے ہو کر اس کو پڑھے پانسو دفعہ دائیں بازو کی طرف گردن موڑ کر پڑھے اور پانسو دفعہ بائیں بازو کی طرف گردن موڑ کر پڑھے

اور ایک سو دفعہ قبلہ رخ ہو کر یعنی گردن سیدھی کرکے پڑھے، یہ عمل قبلے کی طرف منہ کرکے پڑھا جائے، عامل باوضو ہو، اس کو دوران عمل میں آگ پر لوبان ڈالنے یا اور قریب کی نقل و حرکت کرنے کی اجازت ہے، گیارہ روز تک گوشت اور انڈا کھانے کی اجازت نہیں ہے، اور سب چیزیں کھا سکتا ہے، گیارھویں دن جب عمل ختم ہو تو مٹی کے آبخورے میں پانی بھر کر رکھ دے اور اس پانی پر آیت دم کرکے پہلے خود پی لے، اس کے بعد یہ آیت اس کے عمل میں آجائے گی۔ اور پھر جس بیمار پر گیارہ دفعہ پڑھ کر دم کرے گا خدا اس کو تندرستی دے گا، اس عمل کی میری طرف سے اجازت ہے۔

دوسرا عمل إِلَّا بِإِذْنِهِ

یہ آیت بھی آیت الکرسی کا ٹکڑا ہے، اور ہر قسم کی بڑی مہمات میں کام دیتی ہے۔ اس کا بھی ایک نصاب و زکات مقرر ہے، اس کے موافق عمل کر لیا جائے تو یہ آیت ہر مشکل کے وقت کام دیگی، زکات و نصاب کا طریقہ یہ ہے کہ عصر اور مغرب کے درمیان مسجد کے ایک گوشے میں بیٹھ کر روزانہ ایک سو ستر مرتبہ پڑھے پہلی تاریخ سے چودھویں تاریخ تک۔ یعنی عروج ماہ میں اس کو پڑھنا چاہیے، اور عمل کے وقت کسی سے اشارے یا کنائے میں بھی بات کرنے یا کسی سے مخاطب ہونے کی اجازت نہیں ہے۔ اگر دوران عمل میں کسی سے ایسی غلطی ہو جائے تو وہ دوبارہ پڑھے، یعنی اگر تیرہ دن اس نے یہ عمل پڑھ لیا اور آخر دن غلطی ہوئی تو عمل ساقط ہو گیا، اور دوبارہ پڑھنا لازم ہوا۔

زکات دینے کے بعد جب اپنے لئے یا کسی دوسرے کی مہم کے لئے ایک سو ستر مرتبہ پڑھ کر دعا مانگے گا اللہ تعالے اس مہم کو آسان کر دے گا، عمل پڑھنے کے وقت اس آیت کا مطلب ذہن میں رہنا چاہیے، جو یہ ہے "خدا کے حکم سے میرا کام ہو جائے گا"، اس کے عمل کی بھی میری طرف سے اجازت ہے۔

تیسرا عمل لا انفصام لها

یہ عمل ایسے معاملات اور مقاصد کے لیے پڑھا جاتا ہے جن کے ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہوگیا ہو مثلاً کسی کا رشتہ ہو رہا ہو اور اس میں کسی کی خلل اندازی سے رشتہ ٹوٹ جانے کا فکر ہو یا کوئی خرید و فروخت کا معاملہ بگڑ رہا ہو اور اسی قسم کے معاملات جن کے خراب ہو جانے کا اندیشہ ہو، ان کے لئے یہ آیت بہت مفید ہوگی۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے "جو ٹوٹ نہیں سکتا"۔ اس آیت کا بھی نصاب مقرر ہے، صبح صادق کے طلوع کے بعد نماز صبح سے پہلے یہ عمل پڑھا جاتا ہے، ریشمی کپڑا بچھا کر اس کے اوپر بیٹھ جائے اور اس آیت کو پانسو مرتبہ پڑھے، دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں کی چپنیوں پر رکھ لے اور ہاتھوں کی انگلیوں سے گھٹنوں کی چپنیوں کو مضبوط پکڑ لے۔ یہ عمل صرف پانچ دن پڑھا جائے گا۔ گویا پانچ دن میں اس کی زکات پوری ہو جائے گی پانچویں دن جب نصاب ختم ہو جائے تو عامل کو چار سجدے کرنے چاہئیں ایک مغرب میں ایک مشرق کا رخ ایک شمال کی طرف اور ایک جنوب کی طرف۔ اور ان دونوں اعمال میں کسی چیز کا پرہیز نہیں ہے، ہر چیز کھانے پینے کی اجازت ہے، بشرطیکہ وہ چیز حلال ہو۔ اس عمل کی بھی میں اجازت دیتا ہوں۔

چوتھا عمل یخرجهم من الظلمت الی النور

یہ عمل ان لوگوں کے لیے مفید ہے جو کسی گناہ میں مبتلا ہوں، اور وہ گناہ ان سے چھوٹتا نہ ہو، وہ اس عمل کو کریں گے تو وہ بری عادت چھوٹ جائے گی، یا اگر کوئی دوسرا عامل کسی دوسرے شخص کے واسطے یہ عمل پڑھے گا تو اس کا اثر بھی ہوگا مثلاً کسی عورت کا خاوند بد چلن ہو گیا ہے یا شراب پیتا ہے یا اور کسی برے کام میں مشغول ہے تو وہ عورت یہ عمل اپنے خاوند کے لئے پڑھ سکتی ہے یا کسی کی بیوی کسی بری عادت میں مبتلا ہو گئی ہے۔ تو اس کا خاوند اس کے لئے پڑھ سکتا ہے

یا کسی کی اولاد کسی بری عادت میں مبتلا ہو گئی ہے تو ماں باپ اپنی اولاد کے لیے اس عمل کو کر سکتے ہیں، یا کسی عامل سے کرا سکتے ہیں یا کسی کا دوست یا قوم کا کوئی بزرگ کسی بری عادت میں مبتلا ہو گیا ہے، تب بھی یہ عمل کیا جا سکتا ہے عمل پڑھنے کے وقت اس آیت کا مطلب ذہن میں رہنا چاہیئے جو یہ ہے کہ "نکالتا ہے ان کو اللہ تاریکیوں سے اور لاتا ہے ان کو روشنی کی طرف"

اس عمل کا نصاب ذرا بڑا ہے، چالیس دن تک عشاء کی نماز کے بعد ایک سو ستر مرتبہ یہ آیت پڑھی جاتی ہے کھانے پینے کا کوئی پرہیز نہیں ہے، البتہ عمل پڑھنے کی جگہ ایک ہی ہونی چاہیئے اور وقت بھی ایک ہی ہونا چاہیئے۔ اور ناغہ کبھی نہ ہونا چاہیئے جب ناغہ ہو گا عمل خراب ہو جائے گا اور پھر نئے سرے سے کرنا ہو گا، ہر دس دن کے بعد دو محتاج بچوں کو کھانا کھلانا ہو گا، گویا چالیس دن میں چار دفعہ دو محتاج بچوں کو کھانا کھلانا ضروری ہے۔

جب عمل ختم ہو جائے تو حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب میں اکیوستر مرتبہ درود پڑھ کر پیش کیا جائے، اور چالیس دن تک عمل کے شروع اور آخر میں درود نہ پڑھا جائے، میری طرف سے اس عمل کی اجازت ہے، جب عمل ختم ہو جائے اور نصاب ادا ہو جائے اور کسی شخص کے لیے پڑھنا ہو تو عشاء کی نماز کے بعد ایک سو ستر مرتبہ پڑھ کر اس کے لیے دعا کی جائے، اور خود کوئی اپنے لیے پڑھے تب بھی یہی طریقہ ہے، کہ ایک سو ستر دفعہ پڑھ کر اپنے لیے دعا مانگے۔

پانچواں عمل بَعْدَ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا

یہ عمل کسی حادثے اور صدمے اور رنج اور غم کی تکلیف اور بے چینی اور بیقراری کے زمانے میں پڑھا جاتا ہے، اور اس کے پڑھنے سے فوراً تسلی اور تسکین ہو جاتی ہے کوئی شخص بھی ہو، خواہ عورت ہو یا مرد، بچہ ہو یا بوڑھا جب اس عمل کو کرے گا، اس کو

فوراً تسکین و تسلی حاصل ہو جائے گی جن لوگوں کو نیند نہ آنے کی بیماری ہو وہ بھی اس عمل کو کر سکتے ہیں، نیند آنے لگے گی ہمگر یہ عمل دوسرے نہیں کر سکتے، جس کو تسکین و تسلی مطلوب ہو اس کو خود ہی پڑھنا چاہیئے۔

اس عمل کی کوئی زکوٰۃ مقرر نہیں ہے، نہ کوئی تعداد مقرر ہے جب وقت دل بے چین ہو، کسی صدمے یا کسی وجہ سے تو آیت قرانی کے اس ٹکڑے کو دل ہی دل میں پڑھے یعنی زبان سے نہیں دل کے اندر پڑھے، خدا نے چاہا فوراً تسکین و تسلی ہو جائے گی۔

اس قسم کی ایک اور آیت بھی مجرب ہے، جس کے پڑھنے سے دل کو اطمینان ہو جاتا ہے، اور میں نے اس کو اپنے مریدوں کی تعلیم و تلقین میں لکھ دیا ہے۔ اور وہ آیت یہ ہے رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا (اے اللہ ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو مضبوط کر)

مگر دعا کے اعتصام کا یہ ٹکڑا یعنی نَجِدُ الْعَجْمَ اَمَنَةً نُعَاسًا بھی بہت زیادہ مفید ہے، اس کو ہر شخص آزما سکتا ہے۔ اور تسلی حاصل کر سکتا ہے، اور اس میں اجازت کی بھی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ یہ مقررہ نصاب و زکات کا عمل نہیں ہے:

حزب البحر کے نئے عمل

پہلا عمل ہر مراد کی کنجی: - یَا اَللّٰهُ اَنْتَ رَبِّيْ یَا اَللّٰهُ اَنْتَ حَسْبِيْ

یہ عمل دین و دنیا کے ہر مقصد اور ہر ضرورت کے لئے مفید ہے خصوصاً کسی خاص مصیبت یا کسی خاص خطرے یا کسی خاص مقدمے کے لئے اس کا پڑھنا بہت فائدہ دیتا ہے میرا مجرب ہے ہمگر یہ دوسرے سے پڑھوانے کی چیز نہیں ہے، جس شخص کا کام ہو اسی کو پڑھنا چاہیئے، تہجد کے وقت پڑھا جاتا ہے، روزانہ پڑھنے کی تعداد سات سو ہے یا نسو کھڑے ہو کر اور ایک سو بیٹھ کر اور ایک سو لیٹ کر پڑھنا چاہیئے سات دن کا نصاب ہے۔

کسی قسم کا پرہیز وغیرہ نہیں ہے، نہ اول آخر درود پڑھنے کی ضرورت ہے، لیکن باوضو اور قبلہ رو ہونا ضروری ہے، روشنی چاہے ہو یا نہ ہو۔

اوپر کے سب اعمال اور آئندہ کے عملیات میں یہ خیال رکھنا چاہیے کہ شمار تسبیح کے دانوں یا کھجور کی گٹھلیوں یا بادام کے دانوں سے ہونا چاہیے، اور خیال تسبیح کے دانوں کی طرف نہ رہنا چاہیے۔ اس لئے شمار کرنے کا ایسا انتظام کیا جائے کہ انگلیوں کو خیال کے متوجہ کئے بغیر خود ہی معلوم ہو جائے کہ تعداد پوری ہو گئی ::

دوسرا عمل استخارہ ، نَسْئَلُكَ الْعِصْمَةَ فِي الْاِرَادَاتِ وَالْحَرَكَاتِ

اس عمل کی زکوٰۃ اور نصاب مقرر ہے، صبح سورج نکلنے کے بعد پڑھا جاتا ہے پہلے دن ایک سو مرتبہ، دوسرے دن دو سو، تیسرے دن تین سو، چوتھے دن چار سو پانچویں دن پانسو، اور چھٹے دن چھ سو اور ساتویں دن سات سو، آٹھویں دن چھ سو، نویں دن پانسو، دسویں دن چار سو گیارھویں دن تین سو، بارھویں دن دو سو تیرھویں دن ایک سو، اور یہ نصاب ختم ہونے کا آخری دن ہے، تیرہ دن گوشت اور انڈے سے احتیاط کرنی چاہیے، اور عورت سے بھی بچنا چاہیے، عورت سے بچنے کا یہ مطلب نہیں ہے، کہ عورت کو دیکھے نہیں یا اس سے بات چیت نہ کرے بلکہ خاص احتیاط کا مطلب ہے۔ یہ عمل چاند کی پہلی تاریخ کو شروع ہوتا ہے، اور تیرھویں کو ختم ہو جاتا ہے۔

نصاب پورا کرنے کے بعد یہ عمل استخارے کے طور پر بھی کام میں آسکتا ہے یعنی نصاب دینے کے بعد رات کو سوتے وقت استخارے کی نیت سے سات مرتبہ پڑھ لیا جائے، تو رات کو خواب میں جواب مل جاتا ہے، اور کسی نئے کاروبار تجارت کے شروع کرنے سے پہلے یا کسی مقدمے کے دائر کرنے کے قبل یا کوئی رشتہ کرنے سے

پہلے اس عمل کو پڑھنا چاہیے ۔ خدا نے چاہا اس تجارت میں اور اس رشتے میں اور اس کام میں ضرور فائدہ ہوگا جس کے لئے یہ عمل پڑھا گیا ہو، یہ عمل عامل لوگ دوسروں کے واسطے بھی پڑھ سکتے ہیں، پڑھنے کے وقت اس شخص کا نام اور مقصد عامل کے ذہن میں ہونا ضروری ہے میری طرف سے اس عمل کی بھی اجازت ہے۔

تیسرا عمل قہر دشمن زُلزِلُوا زِلزَالاً شَدِیدًا

یہ عمل دشمنوں کے مغلوب اور مقہور اور مفتوح کرنے کے لئے بہت مفید ہے میں اس کو بلا کی دشمن کے لئے استعمال کرنا پسند نہیں کرتا، لیکن اگر کوئی شخص اس بُری نیت سے اس کو کام میں لائے تب بھی یقیناً اس کا اثر ہوگا مگر اس نیت کی حالت میں یہ بھی اندیشہ ہے کہ ذرا سی بے احتیاطی ہو جائے تو خود عامل ہلاک ہو جائے گا یا اسے کوئی سخت نقصان پہنچے گا۔

عاملوں کو چاہیے کہ یہ عمل اگر کسی کے لئے پڑھیں تو پہلے اچھی طرح تحقیقات کر لیں کہ جس کے لئے وہ عمل پڑھا جاتا ہے، وہ بے گناہ تو نہیں ہے۔ اگر کسی کی بے گناہی معلوم ہو جائے تب ہرگز ہرگز یہ عمل نہ پڑھے، ورنہ ممکن ہے کہ عامل کو کوئی نقصان پہنچ جائے اگرچہ میں جانتا ہوں کہ جس کے خلاف یہ عمل پڑھا جائے گا اس کو کوئی نہ کوئی نقصان پہنچے گا لیکن بے گناہوں کو ستانے اور تکلیف دینے کا وبال عامل پر بھی پڑے گا۔ اس لئے عاملوں کو بہت زیادہ احتیاط اس عمل میں کرنی چاہیے کہ کسی بے گناہ کو تکلیف نہ پہنچے، بلکہ گناہگار لوگوں کی جان کے خلاف بھی یہ عمل نہ پڑھا جائے تو مناسب ہے، کیونکہ قرآن مجید کی آیت کو کسی نامناسب اور جان لینے کے کام میں استعمال کرنا بہت بری بات ہے۔

یہ عمل آدھی رات کے وقت قبرستان میں پڑھا جاتا ہے، دو قبروں کے بیچ میں بیٹھ کر شمال کی طرف رخ کر کے پڑھنا چاہیے، گیارہ دن پڑھا جائے۔ زوال ماہ میں اٹھارہ

تاریخ کو شروع ہو اور انتیسویں تاریخ کو ختم کر دیا جائے یعنی سترہ تاریخ کا دن ختم ہونے کے بعد اٹھارھویں تاریخ کی رات سے شروع ہو۔ اور اٹھائیسویں تاریخ کا دن ختم ہونے کے بعد انتیسویں رات کو ختم کر دیا جائے۔

طریقہ یہ ہے کہ کالا کمبل دو قبروں کے بیچ میں بچھایا جائے اور مٹی کے دو برتن دائیں بائیں رکھے جائیں، اور ان برتنوں میں دائیں طرف اکتالیس لونگیں اور بائیں طرف اکتالیس کالے ماش رکھ دیے جائیں، اور سامنے مٹی کے ایک برتن میں پانی رکھا ہو پھر یہ عمل پانسو مرتبہ پڑھا جائے، اس طرح کے دائیں طرف کے برتن میں لونگوں پر داہنا ہاتھ رکھ کر سو دفعہ پورا فقرہ پڑھے، اور سو کا عدد پورا ہونے کے بعد سات مرتبہ وَ زُلْزِلُوْا کی تکرار کرے، پھر سات مرتبہ زِلْزَالًا کی تکرار کرے، پھر سات مرتبہ شَدِیْدًا کی تکرار کرے، اس کے بعد بائیں طرف کالے ماش کے برتن پر بایاں ہاتھ رکھ کر ایک سو مرتبہ پورا فقرہ وَ زُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِیْدًا پڑھے اور ادھر بھی زُلْزِلُوْا سات مرتبہ زِلْزَالًا سات مرتبہ اور شَدِیْدًا سات مرتبہ کہے، اس کے بعد پھر دائیں طرف لونگوں پر داہنا ہاتھ رکھ کر ایک سو مرتبہ پڑھے، اور سات سات کی تکرار بھی کرے، پھر بائیں طرف کے برتن پر بایاں ہاتھ رکھ کر ایک سو مرتبہ پڑھے اور ادھر بھی سات سات بار تکرار کی جائے پھر سو مرتبہ پانی میں دونوں ہاتھ ڈال کر انگلیوں کو ڈبوئے اور سو مرتبہ پورا فقرہ پڑھے، اور سات سات دفعہ تکرار بھی کرے

اس طرح گیارہ روز تک یہ عمل کیا جائے، جب یہ تعداد ختم ہو جائے گا تو یہ لونگیں اور ماش اور یہ پانی دشمن کی مقہوری اور مغلوبی کے لیے کام میں آسکے گا یعنی اگر یہ چیزیں کسی طرح دشمن کی خواب گاہ میں یا رہنے کے مقام پر ڈال دی جائیں گی تو دشمن مغلوب و مقہور ہو جائے گا۔

اس عمل میں پرہیز یہ ہے کہ گیارہ دن تک رات کو سوائے گوشت کے اور کوئی غذا

استعمال نہ کی جائے یعنی صبح اور دن میں دوسری غذائیں استعمال ہو سکتی ہیں۔ لیکن سورج غروب ہونے کے بعد ان گیارہ راتوں میں عامل کو سوائے گوشت کے چاہے وہ کسی طرح پکا ہوا ہو اور کوئی چیز کھانے کی اجازت نہیں ہے۔ گوشت میں گھی اور مصالحہ ڈال سکتے ہیں مگر سبزی یا کوئی اور غذا کی چیز نہیں ڈال سکتے۔ عامل رات کو دودھ یا پان یا حقہ تمباکو وغیرہ چیزیں بھی استعمال نہیں کر سکتا۔ اور عمل کے لئے قبرستان میں جاتے وقت اور وہاں سے اپنی قیام گاہ تک آتے وقت بولنے کی بھی اجازت نہیں ہے۔

میں نے اگرچہ یہ عمل لکھ دیا۔ لیکن میں اس کی اجازت عام طور سے نہیں دے سکتا، جب تک کہ مجھے عمل کرنے والے حلفاً یقین نہ دلائیں کہ وہ کسی کو ناجائز طور پر اس عمل کے ذریعے تکلیف نہیں دیں گے

چوتھا عمل تسخیر سُبْحٰنَ لَنَا مَلَكُوْتَ كُلِّ شَیْءٍ

یہ عمل تسخیر کا ہے لیکن تسخیر ذاتی ہے، دوسروں کی تسخیر کے لئے یہ عمل نہیں کیا جا سکتا عامل اپنی تسخیری قوت اس عمل کے ذریعے بڑھا سکتا ہے اور دوسروں کو تسخیری فائدہ پہنچانے کے لئے اس عمل سے کام نہیں لیا جا سکتا۔ اس عمل کا ایک موکل بھی ہے جو بعض عاملوں کو ان کی صورت میں نظر بھی آتا ہے، اور بعض عاملوں کو محض اس کی آواز آتی ہے اور بعض عامل اس کو مختلف صورتوں میں بہ حالت خواب دیکھتے ہیں۔

اس کا نصاب چالیس دن کا ہے، ترک حیوانات کا عمل ہے، یعنی چالیس دن تک سوائے جو کی روٹی اور بے گھی کی دال یا سبزی کے اور کوئی مرغن اور محرک غذا کھانے کی اجازت نہیں ہے، بشرطیکہ انسان میں جسمانی قوت زیادہ ہو، اور اگر جسمانی قوت کم ہو تو عامل دودھ کا استعمال کر سکتا ہے کیونکہ اعمال میں مقوی غذاؤں سے پرہیز اس واسطے کرایا جاتا ہے کہ نفسانی اور حیوانی خواہشات مغلوب رہیں اور دل کی یکسوئی میں حارج نہ ہوں لیکن

آجکل کے زمانے میں لوگوں کے جسم اتنے کمزور ہو گئے ہیں کہ بغیر کسی پرہیز اور احتیاط کے خود بخود نفسانی اور حیوانی جذبات کم ہو جاتے ہیں، کیونکہ لوگوں کو جسمانی قوت بڑھانے والی غذائیں میسر نہیں آتیں۔ اس واسطے میں اکثر عاملوں کو جب کمزور دیکھتا ہوں تو ان کو ایسی غذائیں کھانے کی اجازت دیتا ہوں جو جسم کی گئی گزری قوتوں کو اعتدال پر لے آئیں، کیونکہ جس طرح زیادہ حیوانی قوتوں کے ہونے سے خیالات پراگندہ ہوتے ہیں، ایسے ہی زیادہ کم طاقتی اور کمزوری کے ہونے سے بھی خیالات کی یکسوئی جاتی رہتی ہے۔ شیخ سعدی نے فرمایا ہے: "پراگندہ روزی پراگندہ دل" لہذا اگر کوئی شخص زیادہ کمزور ہو اور اس کے جسم میں خون کی کمی ہو تو وہ مذکورہ عمل تسخیر میں مقررہ سادہ غذا اختیار کرنے کے ساتھ ہی دودھ کا استعمال کر سکتا ہے۔ کیونکہ دودھ میں حیوانی اور نفسانی قوتوں کو بڑھانے کا مادہ کم ہے، دودھ بہت لطیف غذا ہے۔ اس سے خون بڑھ جاتا ہے اور اعضا کے اندر اعتدال قائم ہو جاتا ہے۔ البتہ بعض لوگوں کو دودھ موافق نہیں آتا، اور اس سے تبخیر پیدا ہو جاتی ہے۔ اور تبخیر سے خیالات پراگندہ ہوتے ہیں، ایسے لوگوں کو کوئی اور ہلکی اور مقوی غذا تجویز کر لینی چاہیے لیکن وہ غذا گوشت کی ہرگز نہ ہو کیونکہ گوشت اس عمل تسخیر میں نہایت سخت ممنوع ہے اور گوشت کھانے سے فوراً ایسی حیوانیت پیدا ہو جاتی ہے جس سے خیالات کی یکسوئی برباد ہو جاتی ہے، اور خطرات بڑھ جاتے ہیں۔

رجعت

اوپر جتنے عمل بیان کیے گئے ان سب میں صرف دو تین ایسے عمل ہیں جن میں رجعت کا اندیشہ ہے، ورنہ باقی سب عمل ہر قسم کی رجعت کے اندیشے سے پاک ہیں مثلاً دشمن کی مقہوری کے عمل میں رجعت کا اندیشہ زیادہ ہے میں آگے کسی جگہ رجعت کا علاج بھی لکھ دوں گا تاکہ اگر کسی شخص پر رجعت ہو جائے تو وہ یا اس کے وارث علاج کر سکیں اس عمل میں بھی رجعت کا اندیشہ ہے، اگر ترک حیوانات کی مذکورہ احتیاطوں کے

خلاف کوئی بات ہو جائے، اس لیے پوری احتیاط کے ساتھ یہ عمل کرنا چاہیئے۔

یہ عمل چاند کی پہلی تاریخ کو یعنی چاند دیکھنے کے بعد پہلی ہی رات سے شروع کر دینا چاہیے۔ اور دوسرے چاند کی ان تاریخوں میں ختم کر دینا چاہیے، جن میں چالیس دن پورے ہوتے ہوں،

نصاب کی تعداد سوا لاکھ ہے، یہ سوا لاکھ چالیس دن میں تقسیم کر لینے چاہیئں عامل کو اختیار ہے کہ وہ رات کو بھی پڑھے اور دن کو بھی پڑھے، یا صرف رات کو پڑھے یا صرف دن کو پڑھے، البتہ جگہ کا مقرر کرنا ضروری ہے۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ عمل سے فارغ ہونے کے بعد بیہودہ اور فضول باتوں میں مصروف نہ ہو، نہ ایسے لوگوں سے ملے نہ ایسی جگہ بیٹھے جہاں فضول باتیں ہو رہی ہوں، بلکہ جہاں تک ممکن ہو سب سے الگ تخلیے میں رہے اور سوائے ضرورتوں کے بیکار ملنا جلنا چھوڑ دے، البتہ ضرورت کے وقت ملنا جلنا اور بولنا چالنا جائز ہے۔

گیارھویں دن یا اکیسویں دن یا اکتیسویں دن یا چالیسویں دن بعض عاملوں کو موکل نظر آجاتا ہے، اور بعض عامل گیارھویں دن سے پہلے ہی اپنی پشت کی طرف یا چھت میں کسی شخص کی آواز سنتے ہیں جو نظر نہیں آتا، وہ عامل کا نام لے کر پکارتا ہے اور جب موکل سامنے آتا ہے تو عموماً عامل کی شکل میں ہوتا ہے، وہ کچھ بولتا نہیں چپ چاپ نظر آتا ہے بعض اوقات آسمان زمین کے بیچ میں معلق ہوتا ہے، اور بعض دفعہ اس کے چہرے پر ہلکا سا تبسم بھی ہوتا ہے، اور بعض اوقات وہ اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اشارہ کرتا ہے کہ عمل بند کر دو، اس سے زیادہ اور کوئی تکلیف موکل نہیں دیتا نہ کسی خوفناک شکل میں آتا ہے، اور عمل پورا ہو جانے کے بعد بھی اس کا بلانا عامل کے اختیار میں نہیں ہوتا بلکہ موکل خود ہی جب چاہتا ہے عامل کے سامنے آجاتا ہے، یا غیبی آواز کے ذریعے عامل کو بتا دیتا ہے کہ اس کو فلاں کام کرنا چاہیئے، اور فلاں کام نہیں کرنا چاہیے۔ یا

خواب میں آکر عامل کو اچھے مشورے دیتا ہے۔
لیکن اگر موکل نظر نہ آئے اور غیبی آواز بھی نہ سنی جائے اور خواب میں بھی کچھ دکھائی نہ دے تب بھی اس عمل کے پورا ہونے کے بعد انسان کی مقبولیت بڑھ جاتی ہے یعنی دوسرے لوگ خود بخود عامل کے مسخر اور مطیع اور تابع ہوجاتے ہیں۔ اگر عامل دنیا دار ہے تو اس کے دوستوں میں اور اس کے افسروں میں اس کی عزت ہوتی ہے۔ اور اگر عامل کسی خاص شخص سے تعلق اور دوستی قائم کرنا چاہتا ہے تو اس میں بھی اس کو کامیابی ہوجاتی ہے اور اگر عامل تارک دنیا ہے تب بھی خلقت میں اس کی طرف رجوعات بڑھ جاتی ہیں، اور اس کی عزت و وقعت بھی زیادہ ہونے لگتی ہے۔
ایک بڑا اثر اس عمل کا یہ ہوتا ہے کہ عامل کو ایک طرح کی دست غیب کا فائدہ ہوجاتا ہے یعنی اس کی آمدنی میں خلاف امید اور خلاف توقع ترقی ہونے لگتی ہے اور اس کے خرچ میں برکت ہوجاتی ہے۔ یعنی اگر عامل ایک روپیہ خرچ کرے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پانچ روپے خرچ کرکے ہر چیز حاصل کی گئی ہے۔ گویا عامل کے سب کاموں میں غیبی برکت اور ترقی نظر آنے لگتی ہے۔
دست غیب کا یہ مطلب نہیں ہے جیسا کہ عوام سمجھتے ہیں۔ کہ تکئے کے نیچے سے روزانہ رقم مل جائے، بلکہ یہ مطلب ہے کہ انسان کے ارادے پورے ہوں اور اس کی آمد و خرچ میں برکت ہو اور اس کو ایسی جگہ سے فائدے ہوں جو اس کے خیال میں بھی نہ تھے۔
یہ عمل میرے تجربے میں آچکا ہے، اور میں ذاتی طور سے اس کو نہایت ہی مفید سمجھتا ہوں۔ اور میں نے جن لوگوں کو یہ عمل بتایا ان کو بھی اس سے بہت فائدہ ہوا اس واسطے میں ہر شخص کو اس عمل کی اجازت دیتا ہوں۔ اور مجھے یقین ہے کہ جو شخص بھی اس عمل کی زکات دے دیگا۔ اس کو ضرور ایسا فائدہ ہوگا کہ وہ اعمال کی تاثیر کو ماننے لگے گا۔

پانچواں عمل نقش تسخیر!

یہ نقش حروف کٓہٰیٰعٓصٓ کا ہے جن کی حزب البحر میں تین بار تکرار آتی ہے، اور جو سورہ مریم کے شروع حروف مقطعات ہیں۔

جس طریقے سے یہ نقش بنایا گیا ہے ایسے ہی خانے بنا کر حروف لکھے جائیں ترتیب

یہ ہے کہ پہلے خانے میں پہلا اور آخری حرف، دوسرے خانے میں دوسرا اور آخری حرف تیسرے خانے میں تیسرا اور آخری حرف، چوتھے خانے میں چوتھا اور آخری حرف اوپر خانے میں اسم زکریا، اور نیچے کے خانے میں اسم مریم، یہ تعویذ محبت اور تسخیر کے واسطے نہایت مفید ہے، اور اس کی زکوٰۃ اور نصاب مقرر ہے، چالیس دن میں سوا لاکھ تعویذ زعفران سے لکھے جاتے ہیں، اور ان تعویذوں کی گولیاں بنا کر آٹے میں لپیٹ کر گولیاں مچھلیوں کے لئے دریا یا تالاب میں ڈالی جاتی ہیں جب تک یہ نقش سوا لاکھ نہ لکھا جائے اور ٹھیک چالیس دن کے اندر یہ تعداد پوری نہ ہو، اس تعویذ کا نصاب پورا نہیں ہوتا، اور نہ زکوٰۃ ادا ہوتی ہے۔

زکات اور نصاب ادا ہونے کے بعد یہ تعویذ زعفران سے لکھ کر کسی کو کھلایا یا پلایا جائے تو وہ مسخر ہو جاتا ہے اور اگر اپنے بازو پر باندھ لیا جائے تو ہر شخص کی نظروں میں عزت اور وقعت پیدا ہو جاتی ہے، اور اگر اس تعویذ کو پانی میں گھول کر سرمہ اس میں حل کر لیا جائے تو جو شخص وہ سرمہ لگائے گا دوسرے اس کے مسخر ہو جائیں گے، اور اگر یہ تعویذ لکھ کر کسی مطلوب کے تکیے میں سی دیا جائے تو وہ مطلوب مطیع ہو جائے گا۔ بہر حال تسخیر و محبت کے لئے اس نقش میں بہت عجیب و غریب تاثیریں ہیں، اور اس کو عمل میں لانے

کی میری طرف سے اجازت ہے:۔

چھٹا عمل ردّ بلا ۲ وَانْصُرْنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ

اس عمل کا کوئی نصاب یا زکات مقرر نہیں ہے جب کسی شخص پر کوئی مصیبت آجائے یا کسی بلا کا اندیشہ ہو تو وہ اور اس کے بیوی بچے اور دوست احباب ملکر رات کے اندھیرے میں گیارہ سو دفعہ اس دعا کو پڑھیں، خدا نے چاہا ایک ہی رات کے پڑھنے میں بلا اور مصیبت ٹل جائے گی:۔

ساتواں عمل کشائش رزق وَافْتَحْ لَنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ

اس عمل کا نصاب مقرر ہے اور یہ رزق کی ترقی اور روزگار حاصل ہونے اور غیبی برکت میسر آنے کے لئے بہت مفید ہے، صبح کی نماز کے بعد سے سورج نکلنے تک پڑھا جاتا ہے، ایک سو تئیس ۱۲۳ مرتبہ پڑھنا چاہیے، اس دعا کے ۲۳ حروف ہیں گیارہ نقطے والے ہیں، اور بارہ بے نقط ہیں۔ جس دن عمل شروع ہو اس دن مشرق کی طرف منہ کر کے ایک سو تئیس دفعہ پڑھا جائے، اس کے بعد دوسرے دن مغرب کی طرف منہ کر کے پڑھا جائے، اس کے بعد تیسرے دن شمال کی طرف منہ کر کے پڑھا جائے پھر چوتھے دن جنوب کی طرف رخ کر کے پڑھا جائے، چار دن میں اس کا نصاب پورا ہو جاتا ہے چوتھے روز پاؤ بھر کشمش اور پاؤ بھر بھنے ہوئے اور چھلے ہوئے چنے ملا کر خواجہ خضر علیہ السلام کی نیاز دی جائے، اور پھر وہ چنے اور کشمش روزانہ تھوڑے تھوڑے عامل خود ہی کھا لیا کرے ساتویں دن خدا نے چاہا اس کے رزق میں کشائش کے آثار پیدا ہو جائیں گے، یا خواب میں اس کو کشائش رزق کے طریقے اور راستے بتا دیے جائیں گے

اس عمل کو عورت مرد مسلم غیر مسلم سب ہی کر سکتے ہیں۔ بہت مفید ہے اور بہت باتاثیر ہے، دورانِ عمل میں کسی قسم کا پرہیز اور احتیاط نہیں ہے۔

آٹھواں عمل دستِ غیب وَارْزُقْنَا فَاِنَّکَ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

اس عمل کی بھی زکات مقرر ہے اور یہ عمل رزق کی ترقی اور غیبی ذرائع سے رزق کی فراخی اور تجارتی کاروبار میں برکت کے لئے بہت مفید ہے، اکیس دن پڑھا جاتا ہے ایک سو بائیس دفعہ عشاء کی نماز کے بعد روزانہ پڑھنا چاہیئے پہلی تاریخ سے شروع ہو اور اکیس تاریخ کو ختم ہو، کوئی احتیاط اور پرہیز اس عمل میں نہیں ہے، سب حلال چیزیں کھانے کی اجازت ہے۔ کئی آدمی مل کر بھی پڑھ سکتے ہیں، کسی دوسرے کے واسطے پڑھنا ہو تب بھی پڑھا جا سکتا ہے۔

نواں عمل روح حزب البحر

کٓھٰیٰعٓصٓ سے لیکر وَالسَّلَامَۃِ وَالْعَافِیَۃِ فِیْ دِیْنِنَا وَدُنْیَانَا تک

جس میں میری کتاب اعمال حزب البحر کی بارہ سطریں ہیں، دعائے حزب البحر کی روح موجود ہے، اور اگر اتنے حصے کو ذیل کے طریقے کے موافق علیحدہ پڑھا جائے، تو دارین کے مقاصد میں فائدہ ہوگا، یہ عمل ہر عروج ماہ میں سات دن پڑھا جائے تو نصاب اور زکوٰۃ ادا ہو جائے گی عشاء کی نماز کے بعد روزانہ ستر مرتبہ پڑھنا چاہیئے۔ ستر بادام کے دانے گنگا کر رکھ لئے جائیں، اس پر شمار ہو، جب سات دن پورے ہو جائیں تو وہ بادام چھیل کر رکھ لے جائیں، اور چھلکوں کو کسی ایسی جگہ ڈال دیا جائے جہاں بے ادبی کا اندیشہ نہ ہو، اور گریاں ستر دن میں ایک گری روز کر کے کھالی جائیں، پھر روزانہ صرف سات مرتبہ سوتے وقت پلنگ پر لیٹ کر یہ حصہ پڑھا جائے۔ اس کے عامل کی زبان میں تاثیر پیدا ہو جاتی ہے اور جو

۱؎ دعائے حزب البحر اس کتاب کے پہلے حصے میں ہے، ہدیہ دو روپے پچاس پیسے۔

فضائل اور محاسن دعائے حزب البحر کے ہیں، وہ بھی عامل کو میسر آتے ہیں، اور ان کے علاوہ بھی بہت سی مفید تاثیریں عامل کے قبضے میں آجاتی ہیں۔ میں نے اس کو خود بھی آزمایا ہے اور دوسروں کو بھی بتایا ہے، اور ہر شخص نے اس کو مفید پایا۔ میری طرف سے اجازت عام ہے۔

دسواں عمل مقہوری اعداء

شَاهَتِ الْوُجُوْهُ

یہ عمل دشمنوں کو مغلوب اور مقہور کرنے کے لیے مفید ہے۔ اگر کئی دشمن ہوں تو زیادہ اثر ہوتا ہے، مگر اس میں بھی وہی تاکید ہے کہ کسی کو ناحق نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کی جائے، اور پہلے اچھی طرح تحقیق کر کے سمجھ لیا جائے کہ جن لوگوں کے خلاف یہ عمل کرتا ہے وہ درحقیقت دشمن ہیں بھی یا نہیں، کیونکہ بعض اوقات سنی سنائی باتوں سے انسان غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتا ہے اور ان لوگوں کو دشمن سمجھ لیتا ہے جو درحقیقت دشمن نہیں ہوتے۔

اس عمل کی ترکیب یہ ہے کہ ٹھیک سورج کے زوال کے وقت جنگل میں جا کر جہاں لوگوں کی آمد و رفت نہ ہو اسم ننگا کھڑے ہو کے ایک سو ایک دفعہ پڑھے اور آنکھیں بند کیے ہوئے کھڑا رہے جب ایک سو ایک دفعہ پڑھ چکے تو زمین پر قبلہ رخ بیٹھ جائے اور پانچ دفعہ داہنا ہاتھ الٹا کر کے زمین پر مارے اور زبان سے شَاهَتِ الْوُجُوْهُ کہے اور دل میں دشمنوں کا خیال رکھے، یعنی ان کا تصور کرے، اور پھر پانچ دفعہ بایاں ہاتھ الٹا زمین پر مارے اور ہر دفعہ زبان سے شَاهَتِ الْوُجُوْهُ کہے، اس طرح تعداد حروف کے موافق دس روز تک یہ عمل کرے، کوئی پرہیز و احتیاط اس عمل میں نہیں ہے۔ دس روز کے بعد اس عمل کی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ اور جب کبھی اپنے دشمنوں کے لیے یا کسی دوسرے کے دشمنوں کے لیے دس دفعہ پڑھے گا اس طریقے کے موافق کہ پہلے پانچ دفعہ داہنا ہاتھ الٹا زمین پر مارے اور پھر بایاں ہاتھ پانچ دفعہ الٹا

زمین پر مارے، خدا نے چاہا دشمن مغلوب و مقہور ہوجائیں گے، اس کی اجازت بھی عام نہیں ہے ذاتی اطمینان کرنے کے بعد اجازت دی جاسکتی ہے۔

گیارھواں عمل، بڑے دشمن پر غلبہ

یہ عمل بھی درحقیقت وہی دسواں عمل ہے، یعنی شَاهَتِ الْوُجُوْہُ مگر اس کا نصاب بڑا ہے، اور ذرا مشکل ہے، اور محنت کا ہے، چار چلوں میں پڑھا جاتا ہے، یعنی پہلے ایک چلّہ چالیس دن کا پورا کرکے چالیس دن خالی چھوڑ دے، پھر دوسرا چلہ کرے پھر چالیس دن خالی چھوڑ دے، پھر تیسرا چلہ کرے، پھر چالیس دن خالی چھوڑ دے پھر چوتھا چلہ کرے، اس کے بعد یہ عمل پورا ہوجائے گا، اور عامل کی زبان میں ایسی تاثیر ہوجائے گی کہ اگر چاروں طرف سے گولے اور گولیاں آرہی ہوں اور بے شمار دشمن حملہ آور ہو رہے ہوں تو عامل ایک دفعہ ان کو مخاطب کرکے واہنے ہاتھ کا اشارہ کرے اور زبان سے شَاهَتِ الْوُجُوْہُ کہے، سب ہتھیار بے کار ہوجائیں گے، اور سب دشمن بھاگ جائینگے یہاں تک کہ اگر عامل اڑتی ہوئی چیلوں اور کوؤں یا اور موذی جانوروں کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرے گا اور شَاهَتِ الْوُجُوْہُ زبان سے کہے گا تو وہ جانور اڑتے اڑتے زمین پر گر پڑیں گے غرض عجیب و غریب قوت عامل میں پیدا ہوجائے گی:

چلّے کا طریقہ

یہ ہے کہ چاند کی ۷ ار تاریخ سے پہلا چلہ شروع ہوا اور چالیس دن پورے کیے جائیں پھر دوسرا چلہ اٹھارہ تاریخ سے شروع ہو، اور چالیس دن پورے کیے جائیں پھر تیسرا چلہ انیس تاریخ سے شروع ہو، اور چالیس دن پورے کیے جائیں، پھر چوتھا چلہ بیس تاریخ سے شروع ہو اور چالیس دن پورے کیے جائیں اور ہر چلے کے وسط میں چالیس دن کا وقفہ ہوا ان چالیس دنوں میں ترک حیوانات کرنا ہوگا یعنی گوشت انڈا وغیرہ حیوانیت بڑھانے والی

چیزیں ترک کرنی ہوں گی، عورت سے الگ رہنا اور سورج غروب ہونے سے طلوع ہونے تک کسی سے بولنے کی اجازت نہیں ہوگی، نہ اشارے سے نہ لکھنے سے نہ زبان سے نہ اور کسی طرح سے ہر طرح بولنے کی ممانعت ہے۔ چالیس دن میں سوا لاکھ تعداد پوری کرنی ہوگی سورج غروب سے طلوع ہونے تک جون سا وقت مناسب ہو عمل کے لئے اختیار کر لیا جائے مگر یہ پابندیاں تارک دنیا لوگوں سے ہو سکیں گی، دنیا دار لوگ اس مشکل کام میں چلیں کیونکہ اگر ایک دن بھی کسی شرط کو توڑا تو چلہ پورا خراب ہو جائے گا، یا اگر دوسرے یا تیسرے یا چوتھے چلے میں کوئی غلطی ہو گئی تو گذشتہ سب چلے خراب ہو جائیں گے۔

بے شک اس عمل کی شرائط بہت مشکل ہیں لیکن تاثیرات بھی بہت اعلیٰ ہیں اس عمل سے تصور کی قوت بھی بڑھ جاتی ہے اور یہ عمل کرنے کے بعد پھر تسخیر کواکب اور تسخیر جنات بھی آسان ہو جاتی ہے لیکن ان چار کٹھن منزلوں سے یا بڑے بڑے چار سمندروں سے عبور کر کے جانا پڑتا ہے۔

اس عمل کی بھی عام اجازت نہیں دی جا سکتی، صرف حلد ماننے کے لئے اس میں لکھ دیا ورنہ میں جانتا ہوں کہ اس زمانے میں لوگوں کو پکی پکائی روٹی اور پسا پسایا آٹا درکار ہے۔ کوئی شخص اپنے ہاتھ سے چکی میں کر آٹا نہیں چاہتا اور اپنے ہاتھ سے روٹی پکانے کی زحمت میں پڑنا بھی گوارا نہیں کرتا۔ چار چلوں کی محنت کوئی نہیں کریگا۔ اور اگر کسی نے ہمت کی تو ایک دو چلوں کے بعد تھک کر بیٹھ جائے گا کیونکہ ایسا انسانوں کی ہمتیں بہت کمزور ہو گئی ہیں، اور پہلے زمانے کے عزم اور ارادے محض افسانہ رہ گئے ہیں:۔

بارھواں عمل نقش مقہوری

شاہت الوجوہ
ش ۵
ھے
۱۰
شاہت الوجوہ
شاہت الوجوہ

دشمنوں کی مغلوبیت اور مقہوریت کے لئے شَاهَتِ الْوُجُوْهُ کا ایک نقش بھی استعمال کیا جاتا ہے جس کا نقش یہاں درج ہے یہ تعویذ کسی روشنائی سے لکھ کر اور لپیٹ کر کالے کپڑے میں سی دیا جائے، پھر بکری کی کلیجی کے تر ٹکڑے میں یہ تعویذ ڈال کر اوپر دس کیلیں ڈال دیئے جائیں، اس کے بعد ٹکڑے کا منہ کسی ڈورے سے خوب باندھ دیا جائے اور وہ کسی نالا سیا ندی یا دریا کنوئیں یا تال کے قریب جہاں پانی کی سیل ہو ایک ہاتھ گہرا گڑھا کھود کر دبا دی جائے اور دبانے کے وقت دشمنوں کا نام دس دفعہ لیا جائے
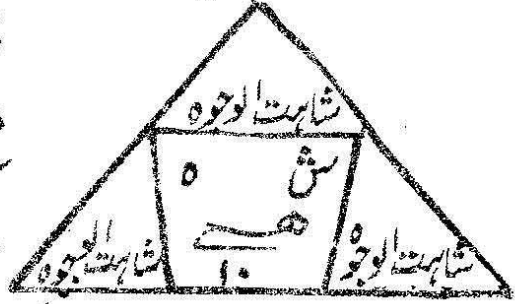
تیرھواں عمل قہر کی ہوا

شَاهَتِ الْوُجُوْهُ کو کسی ایسے پیپل کے درخت کے دس پتوں پر الگ الگ لکھ دیا جائے، جو دشمنوں کے گھروں کے قریب ہو اور اتنا قریب ہو کہ جب ہوا پیپل کے پتوں کو ہلائے تو اس کی ہوا ان کے گھروں تک جاسکے یعنی دس بیس تیس دو سو قدم کے فاصلے تک وہ پیپل ہو۔ مگر ایسے وقت لکھا جائے کہ دشمنوں کو اس تحریر کا علم نہ ہو سکے، اور اگر دشمنوں نے ان پتوں کو توڑ کر کسی کنوئیں میں ڈال دیا تو عامل کو نقصان پہنچ جائے گا پتوں پر یہ وہ شخص لکھ سکتا ہے جس نے شَاهَتِ الْوُجُوْهُ کا پہلا نصاب ادا کیا ہو یعنی چھوٹا نصاب جس نے ادا کیا ہو وہ اگر پیپل کے پتوں پر لکھ دے گا تو اثر ہو گا ورنہ نہیں البتہ لکھنے کے وقت دشمنوں کے نام دس دس بار لینے ہوں گے۔

چودھواں عمل، دروازے کی برکت

اگر بِسمِ اللّٰہِ یا بُنَا کسی پتھر پر یا کسی اور دھات پر یا کاغذ پر لکھ کر اپنے گھر کے دروازے پر لگا دیا جائے تو بہت برکت ہوگی، اور اس گھر کی بلائیں دور ہوں گی۔ اس یا کسی عمل اور نصاب کی ضرورت نہیں ہے۔ حزب البحر کے کسی عامل سے اس کو لکھوا لیا جائے یا عامل کی اجازت سے کوئی کاتب لکھدے، میری طرف سے کبھی اجازت۔

پندرھواں عمل، حصول اولاد

اگر کسی کے ہاں اولاد نہ ہوتی ہو یا زندہ نہ رہتی ہو یا نرینہ اولاد نہ ہوتی ہو تو اس عمل کا نصاب ادا کرے جُعِلَ الْاَمْرُ وَجَاءَ النَّصْرُ (ترجمہ) "کر دیا گیا کام اور آگئی خدا کی مدد" یہ عمل نو دن تک عروج ماہ میں نماز مغرب کے بعد پڑھا جاتا ہے۔ ایک سیب اپنے سامنے رکھ لیا جائے اور نو سو مرتبہ یہ عمل پڑھا جائے اور پڑھ کر سیب پر دم کر دیا جائے اور پھر وہ سیب آدھا خاوند کو کھلا دیا جائے اور آدھا بیوی کو۔ سیب کو چھیلا نہ جائے البتہ اندر کے بیج اس کے نکال دیئے جائیں۔ اسی طرح نو دن تک تو سیب کھلانے جائیں اور عمل کے دوران میں یہ تصور قائم رکھا جائے کہ اگر اولاد نہ ہوتی ہو تو خدا اولاد دے اور اگر زندہ نہ رہتی ہو تو خدا زندہ رکھے، اور اگر لڑکا نہ ہوتا ہو تو خدا لڑکا دے۔ بہت مفید مجرب ہے۔ ہر شخص کو اس کے کرنے کی اجازت ہے، کوئی پرہیز وغیرہ اس میں نہیں ہے۔

سولھواں عمل، نقش حب یقینی

ہر قسم کے جائز مطلوب کو مسخر کرنے کے لئے یہ تعویذ کام دے سکتا ہے۔ کسی حرام یا ناجائز کام میں استعمال کیا گیا تو اثر الٹا ہو جائے گا۔

حم	ق	س	ع ق س
ع	حم	ق	حم
س	ع	حم	حم

۹۹۹

کیونکہ قرآن شریف کا نقش ہے، اس کو کسی ناجائز معاملے میں استعمال کرنا شریعت کی رُو سے بھی ناجائز ہے اور ادب قرآنی کے لحاظ سے بھی بہت نامناسب ہے۔ یہ نقش ہر قسم کی محبتوں میں کام دے سکتا ہے مثلاً اولاد، ماں باپ سے منحرف ہو یا ماں باپ اولاد سے بیزار ہوں یا خاوند بیوی سے بے پروا ہو یا بیوی شوہر سے بیزار ہو یا بھائی بھائی میں نفاق ہو یا دوستوں میں افتراق ہو، یا کوئی شخص جائز طور سے کسی عورت کو اپنے نکاح میں لانا چاہتا ہو۔ یا کوئی عورت جائز طور سے کسی مرد سے نکاح چاہتی ہو تو یہ نقش فائدہ دیگا، اور یقینی فائدہ دے گا۔ اسی واسطے میں اس نقش کو حب یقینی کہتا ہوں۔ لیکن عامل کو اس کی بھی زکوٰۃ دینی پڑتی ہے۔ اور چالیس دن میں سوا لاکھ تعویذ زعفران سے لکھ کر گولیاں بنا کر آٹے میں لپیٹ کر دریا یا تالاب کی مچھلیوں کو ڈالی جاتی ہیں۔ نصاب ادا ہونے کے بعد پھر یہ تعویذ گلاب یا کیوڑے کے عرق اور زعفران سے لکھا جاتا ہے، اور لکھنے کے بعد جس طریقے سے ممکن ہو مطلوب کے کھانے یا پانی میں ملا دیا جاتا ہے۔ یا اس کے تکیے میں رکھ دیا جاتا ہے، یا اس کے کسی لباس میں نامعلوم طریقے سے رکھوا دیا جاتا ہے، ایسا لباس جو اس کے جسم پر رہتا ہو، اور اگر ان میں سے کوئی طریقہ ممکن نہ ہو اور کوئی درخت مطلوب کے مکان کے قریب ہو تو یہ تعویذ سبز ریشمی کپڑے میں سی کر درخت کے پتوں میں باندھ دیا جائے اس کی ہوا مطلوب کے گھر میں جائے گی تو اثر ہوگا۔ اس تعویذ پر طالب و مطلوب کے نام لکھنے کی ضرورت نہیں ہے، البتہ عامل کو تعویذ لکھنے کے وقت طالب و مطلوب کے ناموں اور صورتوں کا تصور کرنا چاہیئے۔ اور اگر مطلوب کوئی ایسا ہو جس کو عامل نے نہ دیکھا ہو، یا نہ دیکھ سکتا ہو۔ تو محض اس کا حلیہ معلوم کر کے تصور کر لینا کافی ہے۔

اس نقش کے لکھنے اور لکھوانے اور استعمال کرنے اور استعمال کرانے کی عام اجازت ہے، لیکن دوبارہ تاکید کی جاتی ہے کہ کسی ناجائز اور حرام کام میں استعمال نہ کیا جائے ورنہ بہت نقصان ہوگا۔

سترھواں عمل ، حصار ردِ سحر

اگر کسی شخص کے متعلق یہ شبہ ہو کہ اس پر کسی نے جادو کیا ہے تو اس اثر کو دور کرنے کے لئے حزب البحر کا ایک حصار استعمال کرنا چاہیے۔ مگر یہ حصار وہی شخص استعمال کر سکتا ہے جو حزب البحر کا نصاب دے چکا ہو اور عامل ہو۔

حصار کی ترکیب یہ ہے کہ بیمار کو یعنی جس پر جادو ہونے کا شبہ ہو اس کو چت لٹا دیا جائے ، پاؤں مشرق کی طرف ہوں اور سر مغرب کی طرف ہو، اور عامل شمال کی طرف پشت کرکے مریض کے سامنے بیٹھ جائے اور ایک دفعہ حٰمٓ کہہ کر مریض کے سر کی طرف اشارہ کرے اور دوسری دفعہ حٰمٓ کہہ کر مریض کے پاؤں کی طرف اشارہ کرے ۔ پھر تیسری دفعہ حٰمٓ کہہ کر مریض کے داہنی طرف یعنی جنوب کی طرف اشارہ کرے ، پھر چوتھی دفعہ حٰمٓ کہہ کر بائیں طرف شمالی رخ اشارہ کرے پھر پانچویں دفعہ حٰمٓ کہہ کر مریض کے اوپر ہاتھ لے جا کر آسمان کی طرف اشارہ کرے اور پھر چھٹی دفعہ حٰمٓ کہہ کر مریض کی طرف انگلی سے اس طرح اشارہ کرے کہ انگلی زمین کی طرف جھکی ہوئی ہو، پھر ساتویں دفعہ حٰمٓ کہہ کر تالی بجائے اور اس طرح سات دفعہ یہ عمل کیا جائے یعنی ہر دفعہ ساتوں اشارے ہوں ، خدا نے چاہا سات روز میں جادو کا اثر بالکل جاتا رہے گا ، اور اگر اس کے بعد بیمار اچھا نہ ہو تو سمجھنا چاہیے کہ جادو نہیں ہے ، بلکہ کوئی بیماری ہے ، کیونکہ چاہیے کیسا ہی سخت سے سخت جادو ہو۔ اس عمل سے لازمی طور پر سات دن میں ضرور ضرور جاتا رہے گا، یہ عمل مجرب ہے ، اور میں اس کی عام اجازت دیتا ہوں

اٹھارھواں عمل ، رفیق لنسوال

یہ عمل عورتوں کے لئے مخصوص ہے یعنی اگر عورتوں کو کسی قسم کی تکلیف پیش آئے تو وہ

یہ عمل کریں، خدا نے چاہا کامیابی ہو گی، مثلاً کسی عورت کو اپنے شوہر کی طرف سے تکلیف ہے، یا اپنے ماں باپ کی طرف سے تکلیف ہے، یا سسرال میں ساس نندیں وغیرہ ستاتی ہیں یا اولاد کی طرف سے دکھ ہے یعنی اولاد نافرمان ہو گئی ہے، یا خاوند کے مر جانے یا وارثوں کے اٹھ جانے کی وجہ سے کوئی تکلیف ہے تو یہ عمل مفید ہو گا۔

عمل یہ ہے ۔ بِسِتْرِ الْعَرْشِ مَسْدُوْلٌ عَلَيْنَا

یہ عمل رات کو عشاء کی نماز کے بعد ایک سو ایک دفعہ پڑھا جاتا ہے اور اکیس دن میں اس کا نصاب ادا ہو جاتا ہے بیچ میں ناغہ نہ ہونا چاہیے اس واسطے ایسی تاریخوں میں شروع کیا جائے کہ نسوانی ایام نئے نئے ختم ہوئے ہوں تا کہ اکیس دن تک مسلسل پڑھا جا سکے کیونکہ عورتوں کے لئے مہینہ میں اندازاً ایک ہفتہ ایسا ہوتا ہے جن میں وہ نماز بھی نہیں پڑھ سکتیں، اور اس زمانے میں یہ عمل بھی نہیں ہو سکے گا۔

دوران عمل میں کھانے پینے کا کوئی پرہیز نہیں ہے۔ صرف یہ پابندی ہے کہ جس وقت اور جس جگہ پہلے دن عمل شروع کیا جائے اسی جگہ اسی وقت اکیس دن تک جاری رہے، جگہ اور وقت میں تبدیلی ہرگز نہ ہو، ورنہ عمل کا کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا۔

اس عمل میں رجعت کا کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ اگرچہ یہ عمل با موکل ہے کیونکہ اس عمل کے چند فرشتے موکل بھی ہیں، جن کا تعلق عرش اعظم سے ہے، اور عامل عورتوں کو خواب میں وہ فرشتے نظر بھی آتے ہیں اور اچھے مشورے بھی دیتے ہیں۔ عمل پڑھنے سے پہلے وضو کر لینا چاہیے، اور خوشبو بھی پاس رکھنی چاہیے۔ روشنی بھی تیز نہیں ہونی چاہیے کوئی حرج نہیں ہے۔

جب اکیس دن پورے ہو جائیں اور نصاب ادا ہو جائے تو پھر اپنے کسی مقصد کے لئے اس کو صرف اٹھارہ مرتبہ پڑھنا کافی ہے، کیونکہ اس عمل کے حرف بھی اٹھارہ ہیں، اور اٹھارہ دفعہ پڑھ کر خدا سے دعا کرنی چاہیے، انشاء اللہ مراد بہت جلد پوری ہو جائے گی، اس عمل کی

سب عورتوں کو اجازت دیتا ہوں:۔

انیسواں عمل، دفع زہر

یہ عمل زہر اور نظر اور سحر تینوں کو مفید ہے یعنی اگر کسی شخص پر نظر ہو گئی ہو یا کسی نے سحر کر دیا ہو یا زہر کھلانے کا شبہ ہو تو یہ عمل مفید ہوگا۔ اور اگر اس عمل کا عامل پانی دم کر کے پلائے اور عمل کا نقش لکھ کر گلے میں ڈال دے یا بازو پر باندھ دے تو جادو اور نظر اور زہر اس پر اثر ہی نہ کر سکیں گے، اس عمل کا نصاب مقرر ہے اور عمل یہ ہے:۔

لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِ اللّٰہِ شَیْءٌ ترجمہ "نہیں نقصان پہنچا سکتی اللہ کے نام کی برکت سے کوئی چیز بھی"، یہ عمل صبح سورج کے طلوع کے وقت اور دوپہر کو ٹھیک زوال کے وقت اور شام کو ٹھیک غروب کے وقت سات مرتبہ پڑھا جاتا ہے۔ عامل کھڑے ہو کر پڑھتا ہے، اور اپنے دونوں ہاتھ کلائیوں تک پانی کے اندر ڈبوئے رکھتا ہے، چالیس دن مسلسل پڑھنا چاہیئے، ناغہ نہ ہو، کھانے پینے کی کوئی احتیاط نہیں، اور سوائے مذکورہ ترکیب کے اور کوئی ترکیب بھی نہیں ہے جب نصاب پورا ہو جائے تو ایک دفعہ پڑھ کر دم کر دینا کافی ہے، پانی پر دم کیا جائے یا کسی اور کھانے پینے کی چیز پر۔ اس کے کھلانے پلانے سے نظر بد اور جادو، اور زہر کا اثر جاتا رہے گا، اور اگر تندرست آدمی پر سات روز تک مسلسل یہ عمل دم کیا جائے تو پھر اس شخص پر نظر اور سحر اور زہر کا اثر نہیں ہوگا:۔

بیسواں عمل، نظر کا تعویذ

یہ تعویذ کسی روشنائی سے طلوع آفتاب، زوال آفتاب اور غروب آفتاب کے وقت ایک دفعہ لکھ کر پانی میں گھول کر دہ پانی اور تعویذ آگ میں ڈال دیا جائے اور سات روز تک یہ عمل ہو، سات دن کے بعد یہ تعویذ زعفران سے لکھ کر حسب مریض کو پلایا

جائے گا۔ فائدہ ہوگا یعنی سات دن کے بعد مذکورہ عمل سے اس تعویذ کی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ اور سات دن پورے ہو چکیں گے، تو پھر عامل اس نقش کو استعمال کر سکے گا۔ اس نقش کی ہر شخص کو اجازت ہے ÷

۹۶۲ ——— ۱۱

اکیسواں عمل، مشاہدہ حق

جتنے اعمال اوپر لکھے گئے ہیں، وہ سب انسانی ضرورتوں کے ہیں جن کا تعلق دنیاوی مقاصد سے ہے۔ اب آخر میں ایک عمل ایسا بھی لکھا جاتا ہے جو حزب البحر کا ہے، اور اس کا تعلق باطنی ترقی سے ہے۔ عمل یہ ہے:۔ عَیْنُ اللّٰہِ نَاظِرَۃٌ اِلَیْنَا (ترجمہ) "اللہ کی آنکھ ہم کو دیکھ رہی ہے"۔ اس عمل میں سترہ حرف ہیں۔ اور اس کے پڑھنے کی تعداد سترہ سو ہے۔ تہجد کے وقت نماز سے فارغ ہو کر یہ عمل پڑھا جاتا ہے۔ اور کھڑے ہو کر پڑھا جاتا ہے اور بلند آواز سے پڑھا جاتا ہے۔ تسبیح ہاتھ میں لے کر پڑھنا چاہیے، اور اس کے مطلب اور معانی کا تصور رکھنا چاہیے۔ سترہ دن تک، پھر رات کو سترہ سو دفعہ پڑھا جائے، اور جب سترہ تسبیح پوری کرے تب بیٹھ جائے اور آنکھیں بند کر کے تصور کرے کہ خدا مجھ کو دیکھ رہا ہے۔ چالیس سانس تک یہ تصور ہو۔ پھر دوسرا تصور کرے کہ میں خدا کو دیکھ رہا ہوں، اور چالیس سانس یہ تصور کرے۔ سترہ دن کے بعد جب نصاب ختم ہو جائے تب تہجد کے وقت یا عشاء کے بعد صرف سترہ مرتبہ پڑھ لینا کافی ہے۔ البتہ تصور دونوں قسم کا یعنی "میں خدا کو دیکھ رہا ہوں"، اور

خدا مجھے دیکھ رہا ہے" برابر جاری رکھنا چاہیے :۔
عمل کے دوران میں چشم باطن کو مشاہدات شروع ہو جائیں گے، ورنہ نصاب پورا ہونے کے بعد تو ضرور مشاہدات ہونے لگیں گے۔ سترہ دن تک شام کو کھانا نہ کھایا جائے صرف دودھ پی لیا جائے تاکہ معدہ ہلکا رہے۔ اول آخر درود شریف پڑھنا بھی ضروری ہے سترہ مرتبہ پہلے اور سترہ مرتبہ بعد۔ اس عمل کی بھی میری طرف سے اجازت ہے

دعائے اختتام کے اعمال

بے نصاب کی دعائیں

اوپر جتنی دعائیں اور تعویذ اور اعمال درج کئے گئے ہیں ان میں سے اکثر نصاب اور زکوٰۃ کے ماتحت ہیں۔ لیکن یہ اعمال انہی حضرات کے لیے زیادہ موزوں ہیں جو عامل ہیں، یا عاملوں کی طرح زیادہ فرصت رکھتے ہیں، یا کسی خاص ضرورت کی وجہ سے زکوٰۃ اور نصاب ادا کر کے کوئی خاص عمل کرنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا ان لوگوں کے لیے جن کو فرصت کم ہے اور دل میں خدا کی یاد یا دعا کا شوق ہے کسی مقصد کے لیے یا بغیر کسی غرض کے محض دل کی تسلی اور تسکین کے لیے کوئی عمل یا دعا پڑھنی چاہتے ہیں ان کو ذیل کی دعائیں اور اعمال پڑھنے کی تلقین کی جاتی ہے۔ ان دعاؤں اور عملیات میں کسی قسم کی پابندی یا نصاب ادا کرنے کی شرط نہیں ہے :۔

پہلی دعا، صفائی قلب

یہ دعا ہر نماز کے بعد ایک سو سترہ مرتبہ پڑھی جائے تو دل کی صفائی حاصل ہو جاتی ہے اور دل میں ایک قسم کی گدازی اور نرمی اور ذوق شوق کی کیفیت بھی بڑھ جاتی ہے دعا یہ ہے :۔ یَا اَللّٰہُ یَا نُوْرُ یَا حَقُّ یَا مُبِیْنُ

دوسری دعا، لباس تجلّی

صبح کی نماز کے بعد ایک سو سات دفعہ روزانہ یہ دعا پڑھی جائے تو انسان کو اپنے جسم میں انوار و تجلیات خاص کا مشاہدہ ہونے لگتا ہے۔ گویا اس کے وجود کو تجلیات راز کا لباس مل جاتا ہے۔ دعا یہ ہے:

یَا اَللّٰہُ ۲ اُکْسُنِیْ مِنْ نُوْرِکَ (یا اللہ مجھے اپنے نور کی چادر اڑھا دے)

تیسری دعا، ذہن کشا

یہ دعا بچوں کو سکھا دی جائے تو اگر ان کا ذہن کند ہوگا تو وہ کھل جائے گا، اور بڑے آدمی بھی یہ دعا پڑھیں تو ان کے علم اور فہم میں ترقی ہوگی۔ یہ دعا کسی نماز کے بعد یا صبح شام صرف سات مرتبہ پڑھی جاتی ہے، دعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ عَلِّمْنِیْ مِنْ عِلْمِکَ وَفَھِّمْنِیْ عَنْکَ (یا اللہ سکھا مجھ کو اپنا علم اور عطا کر مجھ کو اپنی سمجھ)

چوتھی دعا، دعاؤں کی بسم اللہ

اگر کوئی شخص اپنی مادری زبان میں خدا سے کچھ مانگے تو اس کو چاہیے کہ پہلے عربی زبان میں ایک دفعہ یہ دعا پڑھے، اور پھر اپنی زبان میں خدا سے دعائیں مانگ کر دوبارہ آخر میں بھی عربی دعا ایک دفعہ پڑھے، دعا یہ ہے: اِسْمَعْ دُعَائِیْ بِخَصَائِصِ لُطْفِکَ ۲ آمِیْن ۲ آمِیْن ۳ آمِیْن (یا اللہ میری دعا کو اپنی خاص لطف کی مہربانی سے سن لے آمین آمین آمین)

پانچویں دعا، ترقی رزق

یہ دعا گھر کے سب رہنے والے عورت، مرد، بچے، بوڑھے مل کر بلند آواز سے صبح کی

نماز کے بعد سات دفعہ پڑھ لیا کریں، تو اس گھر میں کبھی رزق کی تنگی نہیں ہوگی۔
دعا یہ ہے :۔ یَا بَاسِطَ الرِّزْقِ یَا وَاسِعَ الْعَطَایَا " ترجمہ " :۔
(اے رزق میں کشائش کرنے والے اور اے عطاؤں کو وسعت دینے والے):

چھٹی دعا ، ردِ مصائب

کسی خاص خطرے اور مصیبت کے وقت یہ دعا سات دفعہ پڑھی جائے خدا نے چاہا وہ مصیبت دور ہو جائے گی، اور دل کو تسلی ہو جائے گی، دعا یہ ہے :۔
یَا مَوْجُوْدًا عِنْدَ الشَّدَائِدِ (ترجمہ)
اے وہ جو سب سے بڑی سختیوں کے وقت میرے ساتھ مدد کے لئے موجود رہتا ہے:

ساتویں دعا حصار آفات

یہ دعا ہر قسم کی بلا اور ہر قسم کی مصیبت اور ہر قسم کی پریشانی کی حالت میں تین دفعہ دل کے اندر پڑھنی چاہیئے۔ روزانہ عمل ہو خدا نے چاہا تین دن یا سات دن کے اندر مشکل آسان ہو جائے گی، اور انسان تکلیف و مصیبت سے بچ جائے گا، یَا اَللّٰہُ یَا دَھْرُ یَا دَیْھَارُ یَا دَیْھُوْرُ اِیَّاکَ اَسْئَلُ وَ اِیَّاکَ اَسْتَعِیْنُ (ترجمہ) یا اللہ یا دہر اور اے دیہار اور اے دیہور! میں خاص تجھ ہی سے مانگتا ہوں، اور خاص تیری ہی مدد چاہتا ہوں):

آٹھویں دعا عبرانی دعا

عبرانی زبان کی یہ دعا بھی خاص مشکلات کے وقت ستر دفعہ پڑھی جائے تو مشکل آسان ہو جاتی ہے کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہے جب ضرورت ہو اور جب فرصت ہو پڑھتے رہے دعا یہ ہے
اِھْیَا اِشْرَاھِیَا اَدُوْنَیْ اَصْبَالُوْتُ

نویں دعا، تقویت عزم

یہ دعا کسی بڑے کام کے شروع کرنے یا ارادہ کرنے کے وقت پڑھی جائے خدا نے چاہا اس کی برکت سے وہ بڑا ارادہ پورا ہو جائے گا یا اس کے پورے ہونے کے اسباب اور سامان پیدا ہو جائیں گے۔ یہ دعا سوتے وقت سات مرتبہ پڑھی جاتی ہے، اور صبح کی نماز کے بعد بھی سات دفعہ پڑھی جاتی ہے، دعا یہ ہے: "یا مُجَلِّیَ عَظَائِمِ الْاُمُوْرِ" اے روشن کرنے والے کاموں کی بڑائیوں کو"

دسویں دعائے توبہ

جب کوئی شخص گناہوں سے توبہ کرنی چاہے، اور اس کی خواہش ہو کہ اللہ تعالے اس کی توبہ قبول کر لے، اور اس کا اثر اس کے دل کو بھی معلوم ہو جائے یعنی اس کا دل بھی سمجھے کہ میری دعا قبول ہو گئی، اور اللہ تعالے نے میرے گناہ اور میری خطائیں معاف کر دیں، تو وہ یہ دعا پڑھے ہر نماز کے بعد تین دفعہ دل ہی دل میں حضوری قلب کے ساتھ یہ دعا پڑھی جانی چاہئے۔

دعا یہ ہے سُبْحَانَكَ عَلٰى عَفْوِكَ بَعْدَ قُدْرَتِكَ " ترجمہ" پاک ہے تو یا اللہ کہ انتقام لینے کی قدرت کے باوجود خطاؤں کو معاف کر دیتا ہے۔

گیارھویں دعا، غیبی مدد

دین دنیا کے سب چھوٹے بڑے کاموں کے لئے یہ دعا مفید ہے، اور اس دعا کے پڑھنے سے ہر کام میں خلاف امید ایسے سامان غیبی قدرت سے پیدا ہو جاتے ہیں جن کا انسان کو سان گمان بھی نہیں ہوتا۔

دعا یہ ہے:- حَسْبِیَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ (ترجمہ) کافی ہے مجھ کو اللہ کی ذات کہ کوئی معبود نہیں ہے مگر بس اسی کی ذات ہی پر میں بھروسہ کرتا ہوں۔

بارھویں دعاء یادِ حق

جب انسان کسی عجیب چیز کو دنیا میں دیکھے اور اس پر اثر ہو تو یہ دعا پڑھے یعنی کسی حسین آدمی یا حسین چیز کو دیکھے یا اچھی آواز سنے یا اور کوئی چیز اس کے سامنے آئے جو اس کے دل کو دنیا کی چیزوں کی طرف راغب کر دے اور خدا کی طرف سے غفلت ہو جانے کا اندیشہ ہو تو اس دعا کے پڑھنے سے یہ بات جاتی رہے گی، اور ہر چیز کے دیکھنے کے وقت بلا ارادہ زبان پر یہ فقرہ آجائے گا اور خدا کی اصلی شان دل کی آنکھوں کے سامنے طاری ہو جائے گی بشرطیکہ یہ دعا ہمیشہ سوتے وقت اکیس اکیس دفعہ پڑھ لی جائے اور دن میں بھی جب کبھی فرصت ہو چلتے پھرتے اس کو پڑھتا رہے، اور اپنے اندر ایک عادت پیدا کر لے کہ جب کسی عجیب چیز کو دیکھے فوراً اس کی زبان پر یہ دعا آجائے، دعا یہ ہے لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ (ترجمہ) "خدا کی شان کے برابر کوئی چیز بھی نہیں ہے" جب اس دعا کو بار بار عربی زبان میں پڑھتا رہے گا اور اس کا مطلب و ترجمہ بھی دل میں سما جائے گا، تو پھر جب کبھی کوئی عجیب چیز سامنے آئے گی تو بے اختیار زبان سے کہے گا لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ اللہ کی برابر اور اللہ کی سی شان والی تو کوئی چیز بھی نہیں ہے، یہ چیز بھی جس کو دیکھ رہا ہوں اللہ کی شان سے جو اعلیٰ اور برتر ہے بہت ہی کم اور ادنیٰ ہے پس اللہ ہی کی شان اور اللہ ہی کی ذات سب سے اعلیٰ اور سب سے اونچی ہے اور کوئی غیر چیز نہ اس کی برابری کر سکتی ہے نہ اس جیسی ہو سکتی ہے۔

دعائے خاص کے اعمال

دعائے اعتصام اور دعائے حزب البحر اور دعائے اختتام کے اعمال معلوم کرنے کے بعد اب اس کتاب کے آخر میں دعائے خاص کے اعمال لکھے جاتے ہیں، یہ دعائے خاص میری کتاب "اعمال حزب البحر" حصہ اول کے صفحہ ۸۰ پر درج ہے،

جس کی بسم اللہ سمیت پانچ سطریں ہیں، چوتھی سطر میں ذَلِیلِ النَّکْمَتَہْ لکھا ہے لیکن دوسرے حصے میں اپنی کتاب تبلیغی میں جو یہ دعائے خاص نقل کی گئی ہے اس میں ذَلِیلِ النَّکْبَتِہْ لکھا ہے، اور اس فرق کا سمجھانا اعمال لکھنے سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے۔

مجھ کو یہ دعائے خاص بہت سے مشائخ نے بتائی حزب البحر کی جتنی کتابیں زیادہ یا زمانے میں چھپی ہوئی یا قلمی ہیں، ان میں کہیں بھی میں نے یہ دعائے خاص درج نہیں دیکھی سوائے دو چار جگہ کے لیکن جن بزرگوں نے زبانی تلقین کی انہوں نے مجھ کو نکمتہ کا لفظ بتایا۔ اور جہاں جہاں میں نے یہ دعا لکھی ہوئی دیکھی وہاں بھی نکمتہ کا لفظ دیکھا لیکن ایک بزرگ نے مجھ کو یہ بھی بتایا کہ اس لفظ میں عربی زبان جاننے والوں نے غلطی کر دی ہے۔ اصل میں یہ لفظ نکبتہ ہے جس کے معنی مصیبت اور تکلیف کے ہیں، اس لئے میں نے حزب البحر کے پہلے حصے میں نکمتہ لکھا تھا، اور دوسرے حصے میں اس دعا کو نقل کرتے وقت نکبتہ لکھوا دیا تھا۔

میری ذاتی رائے یہ ہے کہ دعا پڑھنے کے وقت نکمتہ بھی پڑھا جائے اور نکبتہ بھی یعنی پہلے ذَلِیلِ النَّکْمَتَہْ پڑھے اس کے بعد ذَلِیلِ النَّکْبَتَہْ پڑھے کیونکہ عملیات میں بعض الفاظ کے معانی کچھ نہیں ہوتے بلکہ بزرگوں کی زبان سے نکلنے کی تاثیر ان میں ہوتی ہے لہذا نکمتہ کا لفظ بھی چونکہ بہت سے بزرگوں کی زبان سے نکلا ہے اس واسطے قائم رہنا چاہیے اور نکبتہ کا لفظ بھی پڑھنا چاہیے تاکہ اس کا ترجمہ ذہن میں رہے۔

دعائے خاص کا نصاب

یہ دعا عبرانی اور عربی الفاظ کا مجموعہ ہے۔ اور اس کو بہت سے لوگ بطور افسوں اور منتر بھی پڑھتے ہیں، یعنی کچھ ایسے ناسمجھ لوگ بھی ہیں جو اس دعا کو ہاروت ماروت کا جادو سمجھتے ہیں اور سفلی عملیات کے طریقوں سے اس کی زکات دیتے ہیں۔ مگر میرا خیال یہ ہے کہ یہ دعا جادو اور منتر اور افسوں نہیں ہے، یہ ممکن ہے کہ کسی شخص کو ہاروت ماروت سے حاصل ہونے کی

کوئی روایت پہنچی ہو، لیکن مجھے ایسی کوئی روایت نہیں پہنچی جس سے ثابت ہوتا کہ یہ دعا ہاروت ماروت کا جادو ہے، وہ ہاروت ماروت جن کا ذکر قرآن مجید میں بھی آیا ہے کہ وہ جادو جانتے تھے۔

اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ یہ دعا ہاروت ماروت کا جادو ہے، تب بھی میں یہ ہوں گا کہ اس دعا میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو اسلامی تعلیم کے خلاف ہو۔ یعنی جادو کے منتروں میں بعض الفاظ شرک کے یا برے معانی کے یا محض مہمل بھی ہوتے ہیں لیکن اس دعا میں نہ مشرکانہ الفاظ ہیں نہ برے معانی کے الفاظ ہیں، اور نہ مہمل الفاظ ہیں، عبرانی کے صرف دو تین لفظ ہیں اور وہ بھی عبرانی جاننے والوں کے خیال میں برے لفظ نہیں ہیں۔ اس واسطے اس دعا کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، البتہ جن نامناسب سفلی طریقوں سے یہ دعا پڑھی جاتی ہے، وہ ایسی مقدس اور پاکیزہ دعا کے لئے ناجائز معلوم ہوتے ہیں:

اونٹ کی ہڈی پر نقش!

بعض لوگ اس دعا کو اونٹ کی ہڈی پر لکھ کر خاص کاموں میں استعمال کرتے ہیں، یہاں تک تو مضائقہ نہیں معلوم ہوتا لیکن بعض لوگ مردے کی کھوپری پر اس دعا کو لکھتے ہیں اور پھر کھوپری کو ایسے طریقے سے استعمال کرتے ہیں جو اس دعا کے ادب کے خلاف ہے، اس واسطے میری یہ رائے ہے کہ یہ دعا نہ اونٹ کی ہڈی پر لکھی جائے، اور نہ انسانی مردے کی کھوپری پر لکھی جائے۔

اس دعا میں چھبیس الفاظ ہیں، اور ایک سو بیالیس حرف ہیں یہ دعا بغداد شریف اور کربلائے معلیٰ اور نجف اشرف وغیرہ مقامات عراق کے عاملوں سے ہندوستان تک پہنچی ہے اور اسی لئے یہ خیال غالباً پیدا ہوا ہے کہ یہ دعا ہاروت ماروت کا جادو ہے کیونکہ ہاروت ماروت بابل میں تھے، اور بابل عراق میں تھا لیکن میں نے اس دعا کو فلسطین اور شام کے مشائخ سے بھی سنا، لہذا میں سمجھتا ہوں کہ ہندوستان میں عراق سے اس دعا کا آنا کوئی مخصوص بات نہیں

بلکہ یہ دعا تمام اسلامی ممالک کے عاملوں میں مروج ہو گی اور ہندوستان میں بھی اس کا رواج مدت سے ہو گا۔

تسخیر عناصر

اس دعا کے متعلق عاملوں کا یہ بھی خیال ہے کہ یہ عناصر کی تسخیر کا سب سے بڑا عمل ہے وہ کہتے ہیں کہ اس دعا کے اندر شروع میں سات موکلوں کی قسم کھائی گئی ہے جو ہوا میں ہیں اور سات موکلوں کی قسم کھائی گئی ہے، جو زمین میں ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہوا کے سات موکلوں سے مراد وہ عناصر ہیں جن کا تعلق فضائے آسمانی سے ہے، اور اس کے اندر تمام مقناطیسی اور برقی اور کہربائی وغیرہ عناصر پوشیدہ ہیں، اور زمین کے سات موکلوں سے مراد وہ عناصر ہیں جن کا تعلق زمین کی مٹی سے ہے۔ مثلاً جماد، نبات اور حیوان اور انسان اور تین چیزیں اور کہ جو ان کے علاوہ زمین سے تعلق رکھتی ہیں:۔

یورپ و امریکہ کے اعمالِ تسخیر

میں ناظرین کو ایک بہت ضروری بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ عناصر کی تسخیر یا جنات اور ملائک اور پوشیدہ موکلوں کی تسخیر یا دھاتوں کی شکل کا بدلنا یعنی پارے کا چاندی بنانا یا سونا بنانا یا تانبے کا سونا بنانا یا جواہرات بنانا ہم ایشیائی لوگوں میں صدیوں سے رائج ہے اور ہمارے ہزاروں لاکھوں بزرگ اس خیال میں اپنی پوری زندگیاں خرچ کر چکے ہیں کہ وہ جنات کو اور ہمزاد کو اور کواکب کو اور ملائکہ کو اور غیبی موکلوں کو اپنا مسخر بنائیں اور دھاتوں کی شکل بدل لیں۔ یہاں تک کہ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی شریف میں ایک شعر میں لکھ دیا کہ کیمیا اور سیمیا اور ہیمیا سوائے اولیاء اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔ گویا مولانا روم کے زمانے میں بھی مسلمانوں کو ان علوم کا بہت شوق تھا، اور غالباً ہزاروں لاکھوں آدمی ان چیزوں کی طرف متوجہ تھے۔ اس واسطے مولانا کو لکھنا پڑا کہ یہ علوم صرف اولیاء اللہ ہی کو معلوم ہوتے ہیں

دوسروں کو معلوم نہیں ہوتے۔

میں ان علوم کے وجود کا منکر نہیں ہوں اور میں اس بات کو بھی مانتا ہوں کہ بعض اولیاء اللہ کیمیا جانتے تھے۔ اور ان کو دست غیب بھی تھی کیونکہ وہ لاکھوں روپے بے دریغ خرچ کرتے تھے، اور ان کی آمدنی کا کوئی مقررہ ذریعہ نہ تھا لیکن مجھے کہنا ہے کہ ہمارے بزرگوں نے کیمیا اور سیمیا اور سیمیا وغیرہ علوم و فنون اور تسخیر کواکب و جنات میں جتنا وقت اور جتنا روپیہ خرچ کیا اس کا کوئی عام فائدہ حاصل نہیں ہوا۔ یعنی ان کے ان علوم و فنون سے کوئی ایسی چیز ظاہر نہیں ہوئی جو سب لوگوں کے مشاہدہ میں آجاتی اور ہر خاص و عام کو اس کا فائدہ پہنچ جاتا۔ میں اپنا مقصد سمجھانے کے لئے یورپ و امریکہ کی مثال دینی چاہتا ہوں کہ ان لوگوں نے عملی کیمیا اور عملی تسخیر کواکب اور عملی تسخیر عناصر دنیا کے سامنے پیش کر دیے ہیں۔ اور آج دنیا کے کروڑوں آدمی ادنیٰ اور اعلیٰ جاہل اور عالم سب ہی اپنی آنکھوں سے ان چیزوں کو دیکھ رہے ہیں۔

ایشیا کے لوگ جو مسلمان نہیں تھے وہ آگ کو اور سورج کو اور سمندر کو اور دریاؤں کو اور درختوں کو غرض ہر قسم کے عناصر کو اور مفید مخلوقات کو پوجتے تھے تاکہ وہ چیزیں ان کی مسخر ہو جائیں اور ان کے کام آئیں۔ مسلمانوں نے غیر خدا اشیا کو پوجا تو نہیں لیکن ان کی تسخیر کے لئے اپنا وقت اور اپنا روپیہ بہت ضائع کیا۔

یورپ اور امریکہ کی کیمیا گری سب کو معلوم ہے، گھڑیوں کی بال کمانی لوہے کی ہوتی ہے اور اس کا وزن بہت ہی کم ہوتا ہے کیونکہ وہ بال کی برابر باریک ہوتی ہے۔ اور اسکو بال کمانی کہتے اسی واسطے ہیں۔ لیکن بال کمانی باوجود لوہے کی ہونے کے سونے کے بھاؤ بکتی ہے ایسے ہی لوہے کی ہزاروں چیزیں سونے اور چاندی کے بھاؤ بکتی ہیں جب یورپ و امریکہ کے کیمیا گر ان کو اپنی کیمیا گری سے کسی خاص مفید عام شکل میں بنا لیتے ہیں۔

ایسا ہی عناصر کا حال ہے، یورپ اور امریکہ نے پانی کو آگ میں گرم کر کے بھاپ بنائی

اور بھاپ کو ایسا مسخر کیا کہ ہزاروں ریلیں اور کارخانے اس بھاپ کے زور سے چل رہے ہیں
بجلی اور مقناطیس اور ہوا کی اور بہت سی قوتیں ہیں جن کا ذکر اس دعائے خاص میں ہے
اور جن کو مسخر کرنے کے لئے ہم اور ہمارے بزرگ صدیوں سے محنت کر رہے ہیں، یورپ
اور امریکہ کی مسخر ہو چکی ہیں۔ ہوائی جہاز ہوا کو مسخر کر کے اڑ رہے ہیں، بے تار کی خبریں آسمان
اور زمین کی درمیانی کہربائی قوتوں کے ذریعے آناً فاناً میں آ رہی ہیں، اور جا رہی ہیں، بجلی
سنیما اور بائیسکوپ کے تماشے دکھا رہی ہے، غرض یہ کہ لاکھوں چیزیں تسخیر کواکب اور تسخیر عناصر
کے مشاہدات دنیا کے سامنے پیش کر رہی ہیں اور ان سے انسانوں کو فائدہ بھی ہو رہا ہے
اور موجدوں کو جن کو میں ان کا عامل کہتا ہوں کروڑوں روپے کی دولت بھی مل رہی ہے۔

حق الیقین کی طرف

یہ سب معلوم ہونے کے بعد اب میں اپنے ناظرین سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ
علم الیقین اور عین الیقین کے میدان سے آگے بڑھ کر اب حق الیقین کے قصر عالی میں داخل
ہوں یعنی تسخیر کواکب اور تسخیر جنات اور تسخیر موکلات کے اعمال میں اپنا وقت ضائع نہ
کریں۔ بلکہ خود بھی اور اپنے بچوں کو بھی وہ ہنر سکھائیں جس سے عملاً ہم لوگ بھی عناصر اور
کواکب اور جنات اور موکلوں کی مخفی قوتوں پر قبضہ کر سکیں، اور ان سے اپنے آپ
کو اور دنیا کے دوسرے باشندوں کو فائدہ پہنچا سکیں۔

یہ کتاب میں نے محض تسکین قلب کے لئے لکھی ہے اور اسی واسطے اس کا نام کتاب
تسلی رکھا ہے، جہاں تک ایسے اعمال تھے جو انسان کو خدا کی طرف متوجہ کریں یا تصور اور یقین کی
قوت کو بڑھائیں، اور یا انسانی ارادوں کو اعلیٰ اور بلند اور مضبوط کریں، وہاں تک میں نے
سب چیزیں لکھ دیں لیکن اس دعائے خاص کے اعمال لکھنے سے پہلے مجھے بہت ضروری معلوم
ہوتا ہے کہ میں اپنی قوم کو اور اپنے مالک کو وقت اور روپے کی قدر سکھاؤں اور کوشش

کردوں کہ میری قوم اور میرے ملک کے افراد اس قسم کے کاموں میں اپنا وقت اور اپنا روپیہ خرچ نہ کریں جیسے کہ اس دعائے خاص کے ذریعے تسخیر عناصر وغیرہ کے لئے وقت اور روپیہ خرچ ہوتا آیا ہے۔ اور نتیجہ سوائے اس کے اور کچھ نہ نکلا کہ چند افراد میں ایسی قوتیں پیدا ہو گئیں، کہ وہ محض اپنی ذات کو یا اپنے چند متعلقین کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ مفاد عامہ ان میں بہت کم ہے اور روپے اور وقت کا خرچ زیادہ ہے۔

آج سے بیس پچیس سال پہلے ایک بزرگ پیلی بھیت میں رہتے تھے جن کا اسم گرامی حضرت میاں محمد شیرؒ تھا۔ اس زمانے میں چار بزرگ ہندوستان میں بہت مشہور تھے۔ حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب گنج مراد آباد میں اور حضرت حاجی وارث علی شاہ صاحب دیوہ میں، اور حضرت غوث علی شاہ صاحبؒ پانی پت میں۔ اور حضرت میاں محمد شیر صاحبؒ پیلی بھیت میں۔ مجھے اس زمانے میں تسخیر ہمزاد اور تسخیر جنات کا بہت شوق تھا۔ اور میں دو برس سے مسلسل ان اعمال کی کوشش کر رہا تھا، اور جو شخص جو طریقہ تسخیر ہمزاد اور تسخیر جنات کا بتاتا تھا اس پر محنت کرتا تھا، سردی کے موسم میں دریا کے پانی کے اندر آدھی رات کو کھڑے ہو کر عمل پڑھنے سے گردوں میں تکلیف ہو گئی تھی اکثر کئی چلوں سے جسم مرجھا گیا تھا اور ایک طرح کا جنون اور خبط میرے اندر پیدا ہو گیا تھا، یکایک میں نے سنا کہ پیلی بھیت میں حضرت میاں محمد شیر صاحبؒ تسخیر جنات و تسخیر ہمزاد کے بہت بڑے عامل ہیں اس واسطے میں دہلی سے ریل میں سوار ہو کر پیلی بھیت گیا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے، کہ میرے دل میں صرف ہمزاد اور جنات کی تسخیر کا شوق تھا، خدا پرستی یا خدا جوئی کا کچھ بھی خیال نہ تھا جب میں پیلی بھیت کے اسٹیشن پر اترا تو میرے پاس صرف چار پیسے تھے میں نے خیال کیا کہ بزرگوں کے پاس خالی ہاتھ نہ جانا چاہیئے، اس لئے میں نے ایک آنے کے امرود خرید لئے اور شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا مٹی سے لیپا ہوا ایک کچا چبوترہ ہے، اور اس پر کوئی فرش نہیں ہے۔ چبوترے کے اوپر ایک دروازہ

اور اس کا آدھا کواڑ کھلا ہوا ہے، اور چوکھٹ کے پاس ایک چھوٹی سی منڈھیا بچھی ہوئی ہے۔ اور سانولے رنگ کے چھوٹے قد کے ایک بزرگ اس منڈھیا پر بیٹھے ہیں جن کی سفید لمبی ڈاڑھی ہے اور گاڑھے کا لباس ہے اور نیلے گاڑھے کی ایک چھوٹی سی پگڑی سر پر بندھی ہوئی ہے، میں نے جا کر سلام کیا اور امرود ان کے قدموں میں رکھ دیئے، اور جہاں اور بہت سے لوگ مٹی کے چبوترے پر بیٹھے تھے۔ میں بھی وہیں بیٹھ گیا۔ شاہ صاحب نے میری طرف دیکھ کر فرمایا، کہو میاں دہلی میں خیریت ہے؟ میں نے گستاخانہ انداز میں عرض کی جب آپ کو یہ معلوم ہو گیا کہ میں دہلی کا ہوں اور دہلی سے آیا ہوں تو یہ بھی معلوم ہو گا کہ دہلی میں خیریت ہے یا نہیں۔ یہ سنکر شاہ صاحب مسکرائے اور فرمایا ہم تو درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے نام لینے والوں میں ہیں جہاں کے تم رہنے والے ہو اور جن کے تم کہلاتے ہو، یہ امرود کیوں لائے ہو؟ میں نے کہا جن کا نام ابھی آپ نے لیا کہ آپ ان کا نام لینے والے ہیں، انہی کی نصیحت ہے کہ بزرگوں کے پاس خالی ہاتھ نہ جانا چاہیئے، شاہ صاحب پھر مسکرائے اور فرمایا کہ جب چار ہی پیسے پاس ہوں تو انسان انھیں کیوں خرچ کرے۔

تھوڑی دیر کے بعد نینی تال پہاڑ کے کچھ آدمی ایک عورت کو لائے اور اس کو چبوترے کے نیچے بٹھایا۔ اس عورت کی آنکھیں لال تھیں اور وہ بہکی بہکی سی تھی۔ ساتھ والوں نے کہا اس عورت پر آسیب ہے۔ شاہ صاحب نے فرمایا۔ تیل منگاؤ، تھوڑی دیر میں تیل آ گیا، شاہ صاحب نے اس تیل کو نہ اپنے ہاتھ میں لیا نہ اس کو دیکھا، نہ اس پر کچھ دم کیا۔ تیل کے آتے ہی فرمایا کہ ایک ایک قطرہ تیل کا عورت کے دونوں کانوں میں ڈال دو، فوراً تعمیل کی گئی تیل ڈالتے ہی عورت اچھی ہو گئی، آنکھوں کی سرخی جاتی رہی، اور اس کے حواس بھی درست ہو گئے شاہ صاحب پھر مسکرائے اور مجھ سے فرمایا: لوگ کہیں گے کہ یہ عورت میری کرامت سے اچھی ہوئی حالانکہ اس میں میری کوئی کرامت نہیں ہے، میں نے تو تم نے دیکھا تیل پر کچھ پڑھا بھی نہیں، اور اس کو

ہاتھ بھی نہیں لگایا۔ در اصل عورت کے دماغ میں خشکی تھی تیل ڈالنے سے وہ خشکی جاتی رہی اور عورت تندرست ہو گئی ہیں نے کہا جاننے والے سب کچھ جانتے ہیں آپ کے بہلانے اور ٹالنے سے کچھ فائدہ نہیں ہے۔ یہ سنکر شاہ صاحب نے پھر تبسم فرمایا، اس کے بعد ارشاد کیا میاں جب ہم تمہاری عمر میں تھے، تو ہمزاد اور جنات تابع کرنے کا بہت شوق تھا، ہمیں ایک شخص نے تسخیر ہمزاد اور تسخیر جنات کا عمل بتایا اور ہم نے مسجد میں جا کر اس کو پڑھنا شروع کیا، ایک غیبی چیز نے ہم کو مسجد کے بوریئے لپیٹ کر کونے میں کھڑا کر دیا اور ہم بہت مشکل سے بوریئے کے باہر نکلے اور ہم نے بوریئے کو پھر بچھا دیا، اور پھر عمل پڑھنا شروع کیا اور پھر ہم کو کسی نے بوریئے میں لپیٹ کر کھڑا کر دیا تین دفعہ ایسا ہی ہوا، چوتھی دفعہ ایک آدمی ہمارے سامنے آیا اور اس نے کہا میں جن ہوں تو یہاں کیوں بیٹھا ہے اور کیا پڑھ رہا ہے؟ ہم نے کہا جنات اور ہمزاد کو تابع کرنے کا عمل پڑھ رہا ہوں اس آدمی نے کہا ارے دیوانے تو خدا کا مسخر ہو جا اور خدا کا تابعدار بن جا ساری مخلوق تیری مسخر اور تابعدار بن جائے گی۔ اور ہم جنات بھی خدا کی مخلوق ہیں ہم تیرے تابعدار ہو جائیں گے۔ اس دن سے ہم نے تو میاں جنات اور ہمزاد کی تسخیر کے عملیات چھوڑ دیئے اور خدا کے دروازے پر آن بیٹھے۔

شاہ صاحب کی یہ بات سن کر میرے دل کی آنکھیں کھل گئیں اور ایک کانٹا سا نکل گیا جو دو برس سے میرے خیال میں چھپا ہوا تھا۔ اور اس دن میں نے عہد کیا کہ اب خدا کی تابعداری کے سوا اور کسی چیز کی تسخیر کا عمل نہیں پڑھوں گا۔ وہ دن ہے اور آج کا دن ہے پھر میں نے اس شوق کی طرف توجہ نہیں کی۔

حاصل مقصد یہ ہے کہ اس دعائے خاص کے اعمال کے نصاب اور زکات لکھنے سے پہلے مجھے ضروری معلوم ہوا کہ میں ناظرین کو بتا دوں کہ وہ اپنا وقت اور اپنا روپیہ تسخیر کواکب اور تسخیر عناصر اور تسخیر ہمزاد اور تسخیر جنات میں خرچ نہ کریں۔ ان دعاؤں کو محض مقاصد دین و دنیا کی کشائش کیلئے کام میں لائیں یا دنیاوی محنت اور تجارت اور علوم و فنون اور ہنرمندی حاصل کرنے کے وقت

یہ اعمال اس نیت سے کریں کہ اللہ تعالٰے کی تائید اور غیبی برکت شامل حال ہو اور انسان کی سعی اور محنت کا کوئی اچھا نتیجہ نکلے، اس سے زیادہ اور کسی بکھیڑے اور خلجان میں پڑنا مناسب نہیں ہے
میں جانتا ہوں جیسا کہ میں نے تمہید میں لکھا ہے جو اس کتاب کے شروع میں درج ہے کہ سچی اور فائدے کی کھری بات بہت کم لوگ قبول کرتے ہیں اور دھوکے اور فریب کی باتوں کو جلدی قبول کر لیتے ہیں، اس واسطے میں نے اس دعائے خاص کی نسبت جو کچھ لکھا ہے وہ بہت تھوڑے لوگوں پر اثر کرے گا، اور صدیوں کا پڑا ہوا رواج آسانی سے تبدیل نہیں ہوگا۔

دعائے خاص کے سات طریقے!

پہلا طریقہ

عشاء کی نماز کے بعد سے رات کے بارہ بجے تک پانسو پانچ دفعہ پڑھی جائے پچیس ۲۵ دن کا چلّہ ہوگا یعنی پچیس دن مسلسل پڑھنی چاہیے، اگر جسم میں خون زیادہ ہو تو دوران عمل میں گوشت کھانا چھوڑ دیا جائے، اور جو شہوانیت پیدا کرنے والی دوسری چیزیں بھی چھوڑ دی جائیں عورت سے بھی احتیاط رکھنی چاہیے اور لباس بھی بے سلا ہونا چاہیے۔ دن کو روزہ رکھنا بھی ضروری ہے بارھویں دن روزہ افطار کرنے کے بعد کھانے اور نماز سے فارغ ہو کر عشاء اور مغرب کے بیچ میں پڑھی جائے یعنی ہمیشہ عشاء کی نماز کے بعد سے رات کے بارہ بجے تک کا درمیانی وقت اس دعائے خاص کے پڑھنے کا ہے لیکن بارھویں دن صرف رات کے لئے یہ تبدیلی ہوگی۔ کہ مغرب اور عشاء کے بیچ میں پڑھی جائے۔
چونکہ اس دعائے خاص کے موکل بھی ہیں۔ اس واسطے دوران عمل میں دن کو یا رات کو بعض عامل عجیب و غریب صورتیں بھی دیکھتے ہیں بعض صورتیں خوف دلانے والی بھی ہوتی ہیں لیکن ان سے ڈرنا نہیں چاہیے، ایک دفعہ اس دعا کا ایک عامل مسجد میں پڑھ رہا تھا، اس نے دیکھا کہ ایک گھسیارہ لنگوٹی باندھے ہوئے بالکل ننگا گھاس کی گٹھڑی سر پر رکھے ہوئے مسجد کے اندر آ گیا اور اس نے گھاس کی گٹھڑی مسجد کے منبر پر لا کر رکھ دی، عامل کو اس کی خبر نہ تھی کہ وہ گھسیارہ نہیں ہے

بلکہ دعا کے موکل نے یہ شکل اختیار کی ہے، اس واسطے عامل کو غصہ آگیا اور اس نے عمل پڑھنے پڑھتے چیخ کر کہا۔ ارے یہ مسجد ہے، تو یہاں کہاں آگیا اور ممبر پر گھاس کیوں رکھ دی یہ سنکر گھسیارے نے عامل کو غور سے دیکھا اور ہنس کر کہا، تمہارے گھوڑے کے لئے گھاس لایا ہوں یہ سنتے ہی عامل کو غش آگیا، اور عمل خراب ہو گیا، ہوش آیا تو نہ گھاس تھی نہ گھسیارہ تھا۔

لہٰذا ناظرین کو اس بات سے آگاہ کرنا ضروری ہے کہ دعائے خاص کے اس چلے میں بعض اوقات موکل نظر آتے ہیں، اور ان کا مشاہدہ آٹھویں دن سے شروع ہو جاتا ہے اور بارھویں دن کے بعد طرح طرح کی حکمتوں سے موکل عامل کو عمل سے روکنے کی کوشش کرتے ہیں اگر عامل دل کا مضبوط ہے تو وہ عمل میں مصروف رہتا ہے اور ان چیزوں کی طرف توجہ نہیں کرتا، ورنہ ڈر جاتا ہے اور عمل چھوڑ دیتا ہے اور اس سے عمل بھی خراب ہو جاتا ہے۔ اور رجعت ہونے کا بھی اندیشہ ہے۔

خوفناک شکلوں سے بچنے کی عمدہ تدبیر یہ ہے کہ ڈھائی گز لمبا ایک ریشمی ڈوری کالے رنگ کا لیا جائے اور اس میں پچیس گرہیں لگائی جائیں اور ہر گرہ پر یا بدوح یا بدوح یا بدوح تین بار پڑھ کر دم کر کے گرہ لگا دی جائے، اور پھر اس ڈورے کو عمل پڑھنے کی جگہ کنڈلی بنا کر بچھا دیا جائے اور جب پڑھنے بیٹھے تو ڈورے کے دونوں سروں کو ہٹا کر اندر چلا جائے اور اندر بیٹھ کر ڈورے کے دونوں طرف کے سرے پھر آپس میں ملا دے، یہ حصار ہو جائے گا۔ تو پھر موکلوں کی خوفناک شکلیں نظر نہیں آئیں گی۔ اور نہ وہ کسی طرح سے عمل پڑھنے میں رخنہ انداز ہو سکیں گے۔

جب عمل پورا ہو جائے یعنی پچیس دن گزر جائیں تو آخری رات عمل پڑھنے کے بعد پچیس چھوہارے سامنے رکھ کر حضرت الیاس علیہ السلام کی نیاز دے اور وہ چھوہارے صبح بچوں کو تقسیم کر دیئے جائیں، اگر آخری رات کوئی موکل سامنے آکر یا نامعلوم طریقے سے آواز دے اور پوچھے کہ تو کیا چاہتا ہے؟ تو یہ کہہ دیا جائے کہ میں خود خدا کی اطاعت چاہتا ہوں اور تم کو اپنا تابع بنانا چاہتا ہوں، یہ سننے کے بعد بعض اوقات موکل جواب دیتے ہیں، اچھا ایسا ہی ہو گا، اور بعض اوقات وہ کچھ جواب ہی نہیں دیتے لیکن وہ مسخر ہو جاتے ہیں۔ اور جب عامل اس دعائے خاص کو عشاء کے

بعد ایک دفعہ پڑھ کر سو جائے اور کوئی خاص نیت کر کے سوئے تو خواب میں وہ موکل آتے ہیں اور اس مقصد کا حل بتا دیتے ہیں اور عامل ہمیشہ بحالت خواب ان کو دیکھ سکتا ہے۔

لیکن بعض لوگوں کو چالیسویں رات تک یعنی عمل کے آخر تک نہ موکل نظر آتے ہیں نہ کوئی آواز آتی ہے اس سے مایوس نہ ہونا چاہیئے اگر عمل ٹھیک شرائط کے موافق ہوا ہے تو موکل ضرور مسخر ہو جائیں گے اور خواب میں ان کا آنا اور مقصد کا حل کرنا بھی یقینی ہے۔ مثلاً کسی شخص کے ہاں چوری ہو گئی ہے اور یہ معلوم کرنا ہے کہ چور کون ہے اور چوری کا مال کہاں ہے تو موکل یہ بات بتا دیں گے یا کوئی شخص گم ہو گیا ہے تو موکل اس کا پتہ بھی بتا دیں گے یا کسی شخص کو ایسی بیماری ہے جس کو حکیم اور ڈاکٹر تشخیص نہیں کر سکتے تو موکلوں کے ذریعے اس مرض کی تشخیص بھی ہو جائے گی یا کوئی شخص کوئی چیز کہیں رکھ کر بھول گیا ہے تو موکلوں سے اس کا پتہ بھی معلوم ہو سکتا ہے۔ یا کوئی شخص اپنے بزرگوں کا دفینہ معلوم کرنا چاہتا ہے تو موکل اس دفینے کی جگہ بھی بتا سکتے ہیں۔

لیکن شرط یہ ہے کہ دفینہ ان لوگوں کا ہو جن کا یہ سوال کرنے والا جائز وارث بھی ہو۔ دوسروں کی ملکیت کا دفینہ ہوگا تو موکل نہیں بتائیں گے۔ موکلوں سے یہ معلوم کرنا بھی ممکن نہیں ہے کہ فلاں شخص بیماری سے اچھا ہوگا یا نہیں۔

دعائے خاص کا مذکورہ نصاب دینے کے بعد علاوہ ان فائدوں کے جن کو بیان کیا گیا یہ فائدہ بھی ہے کہ عامل ہر قسم کی بیماریوں میں یہ دعا سات مرتبہ پڑھ کر مریض پر دم کر دے تو فائدہ ہوگا۔ جب ذَلِّلِ الْمُتَكَبِّدَ لفظ پر آئے تو تین بار اس لفظ کی تکرار کرے اور اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کھول کر مریض کے سر کی طرف سے پیروں کی طرف آہستہ آہستہ لائے، اس طرح کہ انگلیاں جسم کو نہ لگیں، لیکن جسم سے اتنی قریب رہیں کہ فاصلہ ایک انچ سے کم ہو تاکہ عامل کی ارادی قوت انگلیوں کے سروں سے منتقل ہو کر مریض کی ارادی اور طبعی قوتوں کو متاثر کر سکے۔

ہر بیماری کا طبی اصول یہ ہے کہ دوائیں انسانی طبیعت کو قوت دیتی ہیں اور طبیعت مضبوط ہونے کے بعد خود جسم کے اندر بیماری کا مقابلہ کرتی ہے حقیقی معالج ہر مرض کی انسانی

طبیعت ہی ہوتی ہے۔ دوائیں تو ایک ذریعہ اور بہانہ بن جاتی ہیں۔ ورنہ اصل علاج تو طبیعت کرتی ہے، اور طبیعت اگر کسی وجہ سے کمزور ہو جائے تو طبیب لوگ سب سے پہلے اس کو مضبوط کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

عملیات اور دعاؤں میں بھی یہی اصول کام کرتا ہے۔ عامل لوگ بھی اپنی ارادی قوتوں سے کام لیتے ہیں، جو عملیات کے ذریعے خیالات کو یکسو کر کے مضبوط کی جاتی ہیں یعنی خیالات کی یکسوئی سے لوگوں کی مقناطیسی اور کہربائی اور برقی اور ارادی قوتیں نہایت توانا اور موثر بن جاتی ہیں اور وہ دوسرے انسانوں کے اعصاب پر اور قوائے طبعی پر اثر ڈالنے لگتی ہیں۔

پس دعائے خاص کا عامل بھی جب اس دعا کا نصاب ادا کر چکے گا تو اس کے اندر بھی ارادی قوت بڑھ جائے گی اور مقناطیسی قوتوں کا ظہور بھی ہو جائے گا، اور ان سب قوتوں کے باہر آنے کا راستہ اور کام کرنے کا راستہ یا تو آنکھیں ہیں اور یا ہاتھوں کی دس انگلیاں ہیں، ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت کرنے کا راز بھی یہی ہے، کہ مرشد اپنی قوت ارادی کی تاثیرات ہاتھوں کے ذریعے مرید کی قوت ارادی پر حاوی کر دیتا ہے اور مرید کی اندرونی اور باطنی پراگندگی اس سے جاتی رہتی ہے اور اس کے خیالات اور تصور میں یکسوئی پیدا ہو جاتی ہے۔

پس جب دعائے خاص کا عامل اپنے دونوں ہاتھوں سے اس ارادے کے ساتھ کسی بیمار کے دفعیہ مرض کی کوشش کرے گا تو یقین کرنا چاہئے کہ عامل کی ارادی قوتیں مریض کے اسباب مرض کو مغلوب کریں گی۔ اور مریض کی طبیعت میں ایسی قوت پیدا ہو جائے گی کہ وہ خود مرض کو جسم سے دور کر دے۔

ذَرِيْلٍ اُلْتَکْبُدَۃٌ کی تکرار کے وقت عامل کو اپنا تصور اس بات پر قائم رکھنا چاہئے کہ تکلیف زائل ہو رہی ہے، اور عامل کے ہاتھوں اور انگلیوں کی جنبش کے ساتھ مرض کا دفعیہ و ازالہ ہو رہا ہے

جیسا کہ میں نے اس کتاب کے شروع میں بیان کیا ہے کہ یورپ اور امریکہ میں ہپناٹزم کے ذریعے تماشے دکھائے جاتے ہیں، اور ہم کو ان کی تقلید نہ کرنی چاہئے۔ ایسے ہی مجھے یہاں بھی لکھنا

ہے کہ عامل کو اپنا مقصد بلند اور اعلیٰ اور پاکیزہ بنانا چاہیے، یورپ کے بازی گروں کی طرح یہ چیزیں کھیل تماشہ نہ بنائی جائیں، بلکہ ان چیزوں کو جسم انسانی کی فلاح و بہبود اور روح انسانی کی ترقی و عروج کے لئے کام میں لانا چاہیے، معاوضے اور فیس اور نذر و نیاز کو کبھی مقصد بنایا جائے گا۔ تو اس فن شریف کی توہین بھی ہوگی اور اس سے عامل کا ناقص ہونا بھی ظاہر ہو جائے گا۔ لہذا عامل کو محض خدمت خلق کے لئے یہ دعا استعمال کرنی چاہیے، خدا نے چاہا اس کا فوری اثر ظاہر ہوگا، اور دو چار ہی دن میں مریض کو صحت ہو جائے گی۔ اگر رات دن میں دو مرتبہ عامل مذکورہ طریقے کے موافق یہ دعا دم کرتا رہے۔

پانی دم کرنے کا طریقہ

بیماروں کو تندرستی کے لئے اگر پانی دم کر کے دینا ہو تب بھی سات مرتبہ دعائے خاص وہ عامل جو اس کا نصاب دے چکا ہو دم کر کے دے سکتا ہے، پانی دم کرنے کے وقت بھی وہی عمل کیا جائے گا، جو مریض کے بیان میں مذکور ہوا یعنی عامل دونوں ہاتھوں کی انگلیاں پانی کے اتنے قریب لے جائے کہ انگلیاں پانی سے ایک چاول اونچی رہیں، پانی کی سطح کو انگلیوں کی حلد لگنے نہ پائے، مگر زیادہ دور بھی نہ ہوں۔ اور زَبِیلِ اَلْنَکَبُدْ کی تکرار کے وقت تین مرتبہ انگلیوں کو پانی کے اوپر حرکت دی جائے اور پھر دعائے خاص دم کر کے پانی بیمار کو پلا دیا جائے یا پانی بیمار کی دواؤں کے ساتھ استعمال کرایا جائے۔

دوسرا طریقہ

دعائے خاص کے اندر عبرانی الفاظ شَمُوخْ اَشْمَخْتُ طَاہِشُ طَاشَتْ یَاُبَدُوحُ کا حلقہ کیا جاتا ہے یعنی دعائے خاص کی پوری عبارت نہیں بلکہ صرف الفاظ مذکور حلقے میں پڑھے جاتے ہیں یہ عمل صرف سات دن کا ہے، عروج آفتاب میں یعنی طلوع کے بعد سے زوال تک کے

درمیانی حصے میں پڑھا جاتا ہے۔ ہر روز تیئیس ۲۳ سو بار پڑھا جائے۔ پہلے ایک سو بار پوری دعائے خاص پھر اکیس سو بار صرف دعائے عبرانی، پھر آخر میں ایک سو مرتبہ پوری دعائے خاص، کوئی پرہیز کھانے اور لباس وغیرہ کا نہیں ہے۔ سات دن میں نصاب پورا ہو جائے گا، اور عامل عبرانی دعائے مذکور کو کام میں لا سکے گا۔

یہ دعا ہر قسم کے بخار دور کرنے میں بہت مفید ہے۔ دوسرے امراض میں پڑھ کر دم کی جائے تب بھی فائدہ ہوتا ہے، لیکن بخار کے لئے زیادہ مفید ہے۔ صرف ایک دفعہ پڑھ کر بیمار پر دم کر دی جائے، یا پانی پر دم کر کے پانی پلا دیا جائے، یا دوا پر دم کر دی جائے۔ اس کو کاغذ پر لکھ کر مریض کے گلے میں ڈالا جائے تب بھی فائدہ ہوگا۔ اس عمل کی میری طرف سے اجازت ہے۔

تیسرا طریقہ

اُقْسِمُ عَلَیْكَ یَا بُدُّوْحُ صرف اتنا فقرہ اس دعائے خاص کا صبح صادق کے طلوع ہونے کے بعد سے نماز صبح تک گیارہ سو مرتبہ گیارہ دن تک پڑھا جائے، کسی قسم کا پرہیز نہیں ہے۔ گیارہ دن کے بعد نصاب پورا ہو جائے گا، اور پھر عامل اپنی ضرورتوں کے وقت جب گیارہ دفعہ پڑھے گا اثر ہوگا۔ تسخیر اور محبت کے لئے یہ عمل بہت مفید ہے۔ اگر گلاب کے پھولوں پر دم کر کے عامل پھولوں کی پتیاں کسی کی خواب گاہ میں ڈال دے یا کسی کی جیب میں ڈال دے، تو وہ شخص عامل کا مسخر ہو جائے گا۔ یا عرق گلاب پر دم کر کے گلاب اپنے جسم پر اور لباس پر مل لے تب بھی اس کا اثر ہو گا۔ اور جس کو مسخر کرنا ہے جب اس کے سامنے جائے گا، تو اس عمل کا اثر ہوگا اور اگر نمک یا مٹھاس یا الائچیوں پر دم کر کے کسی کو کھلائے گا تب بھی کھانے والے کے دل میں عامل کی محبت پیدا ہوگی۔

چوتھا طریقہ

یَا بَاسِطُ یَا وَدُوْدُ سوا لاکھ مرتبہ اکتالیس دن میں پڑھا جائے، اور دوران عمل میں اکتالیس

دن تک گوشت کھانے کی اجازت نہیں ہے، باقی اور سب چیزیں کھانے کی اجازت ہے، سوالاکھ کی تعداد اکتالیس دن میں تقسیم کرنی چاہیئے۔ نصاب پورا ہونے کے بعد عامل جب یکسو تین تیرہ مرتبہ یہ اسماء پڑھے گا تو کشائش اور ترقی رزق کا فائدہ ہو گا، اور ایسے غیبی طریقوں سے اس کو فتوحات ہوں گی جن کا اس کو سان گمان بھی نہ ہوگا۔ یہ بہت مجرب اور بہت موثر عمل ہے میری طرف سے اجازت ہے:

اوپر جتنے اعمال ترقی رزق لکھے گئے ہیں۔ یہ عمل ان سب سے زیادہ آسان اور موثر ہے۔ اس عمل میں ایک خوبی یہ ہے کہ اس میں کسی قسم کی رجعت کا اندیشہ نہیں ہے۔

پانچواں طریقہ

یَا حَنَّانُ یَا اَللّٰہُ یَا مَنَّانُ یَا اَللّٰہُ یہ طریقہ باطنی ترقی اور اصلاح کے لئے بہت مفید ہے۔ تہجد کی نماز کے بعد حبس دم اور اسم ذات کا پاس انفاس کرنے کے بعد یہ عمل کھڑے ہو کر پڑھنا چاہیئے، پہلے سات مرتبہ دائیں طرف گردن موڑ کر یَا حَنَّانُ یَا اَللّٰہُ کہے، پھر سامنے سینے کی طرف گردن سیدھی کر کے یَا حَنَّانُ یَا اَللّٰہُ سات مرتبہ پڑھے اس کے بعد بائیں طرف گردن موڑ کر سات مرتبہ یَا حَنَّانُ یَا اَللّٰہُ پڑھے۔ اس کے بعد پھر دائیں طرف گردن موڑ کر یَا مَنَّانُ یَا اَللّٰہُ سات مرتبہ پھر سینے کی طرف گردن سیدھی کر کے سات مرتبہ یَا مَنَّانُ یَا اَللّٰہُ پڑھے پھر بائیں طرف گردن موڑ کر یَا مَنَّانُ یَا اَللّٰہُ سات مرتبہ پڑھے، بس اتنی ہی تعداد پڑھی جائے گی اور صرف یہی مختصر طریقہ ہو گا۔ یہ عمل بلند آواز سے پڑھا جائے گا، لیکن آواز اتنی بلند نہ ہو کہ قریب کے کسی سونے والے کی نیند خراب ہو۔

اس عمل کا اثر یہ ہوتا ہے کہ دل کے خطرات کم ہو جاتے ہیں یا بالکل جاتے رہتے ہیں۔ اور دل میں سوز و گداز گی پیدا ہوتی ہے، اور ذوق عبادت بھی بڑھ جاتا ہے۔ اور پاس انفاس اور شغل نصیرہ اور شغل محمودہ اور شغل سلطان الاذکار میں بھی اس عمل سے تقویت پہنچتی ہے۔

چھٹا طریقہ

پوری دعائے خاص ہر نماز کے بعد ایک سو سات مرتبہ پڑھ لیا کرے۔ چالیس دن میں نصاب پورا ہو جائے گا۔ اور پھر دین دنیا کے جس کام کے لئے پڑھے گا فائدہ ہوگا:

ساتواں طریقہ

دعائے خاص کے سب حروف گن کر ان کی تعداد ہندسوں میں لکھی جائے۔ پھر پانچ خانے بناکر ہر خانے میں وہ ہندسے لکھ دیئے جائیں، اگر اس دعائے خاص کا نصاب دے چکا ہے تو وہ عامل جب ان اعداد کو نقش میں لکھ کر کسی شخص کو دے گا تو وہ نقش اس کو مفید ہوگا۔ تندرستی کے لیے مقدمات کے لئے اور دوسری ہر قسم مہمات کے لئے مفید ہے میری طرف سے اس کی اجازت ہے،

رجعت

عملیات میں اگر وہ یا موکل اور ترک حیوانات کے ہوں۔ رجعت کا ہمیشہ اندیشہ رہتا ہے۔ رجعت اس کو کہتے ہیں کہ دماغ خراب ہو جائے اور انسان دیوانوں اور مجذوبوں کی طرح بڑبڑانے لگے یا بالکل مجنون بن جائے۔ ایسی حالت اگر کسی کی ہو تو پہلے یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ کسی عمل کے پڑھنے سے رجعت ہوئی ہے، اور جب یہ ثابت ہو جائے تو اس عمل کے ایک اچھے اور کامل عامل کو تلاش کیا جائے اور جب وہ مل جائے تو اس سے کہا جائے کہ وہ اسی عمل کو پانی پر دم کرکے رجعت زدہ کو غسل کرائے اور وہ عمل لونگوں پر دم کرکے آگ میں ڈالے اور رجعت زدہ کو دھونی دے اور یا چار کیلوں پر دم کرکے رجعت زدہ کی چارپائی کے چاروں پایوں میں وہ کیلیں ٹھونک دے۔ یا جس مکان میں وہ رہتا ہے اس کے چاروں کونوں میں وہ دم کی ہوئی کیلیں ٹھونک دے۔ اور اگر کوئی عامل اس عمل کا دستیاب نہ ہو تو پھر رجعت زدہ کے عزیز یا اس کی بیوی یا اس کی اولاد یا اس کے ماں باپ اس عمل کو پڑھ کر مذکورہ طریقہ برتیں، کوئی حرج نہیں ہے، اگر وہ اس کے عامل نہیں ہیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ایسے لوگ ہوں

جو رجعت زدہ سے قلبی تعلق رکھتے ہوں، کیونکہ ان کے دل میں رجعت زدہ کے ساتھ لگاؤ ہوگا اور ان کے خیالات کی وجہ سے یکسوئی پیدا ہو جائے گی۔ اور وہ یکسوئی اس عمل میں امداد دے گی کیونکہ میں اوپر بیان کر چکا ہوں کہ عملیات کی سب تاثیر یں خیال اور دل کی یکسوئی پر منحصر ہیں۔ اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ رجعت زدہ نے کونسا عمل پڑھا تھا تو آیۃ الکرسی ستر۷۰ مرتبہ پڑھ کر کوئی عامل یا کوئی قرابت دار مریض کو دے، اور وہ پانی غسل کے کام میں آئے۔ اور پایا بھی جائے۔ اور لونگوں پر دم کر کے دھونی بھی دی جائے، خدا نے چاہا رجعت کا اثر جاتا رہے گا۔

طبی ہدایت

اس باطنی علاج کے علاوہ ایک ظاہری علاج کی بھی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ بعض لوگ دماغ کی کمزوری یا قلب کی کمزوری کی وجہ سے عمل پڑھ کر دیوانے ہو جاتے ہیں، ان کے لئے کسی لائق طبیب سے مشورہ کر کے دل و دماغ کی قوت کی دوائیں بھی استعمال کرائی جائیں، اور عمدہ گانے والے کا گانا بھی سنایا جائے، یا باغوں اور تفریح گاہوں میں مریض کو بھیجا جائے۔ بعض لوگوں کو اس قسم کی رجعت ہوتی ہے۔ کہ ہوش وحواس اور عقل میں فرق نہیں آتا لیکن دائمی بخار ہو جاتا ہے۔ یا معدے اور جگر میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔ یا اختلاج قلب کا مرض پیدا ہو جاتا ہے۔ ایسی حالت پیش آئے تو کسی لائق طبیب سے علاج کرانا چاہئے۔ خدا نے چاہا تکلیف جاتی رہے گی۔

ختم

اللہ تعالےٰ کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے مجھے توفیق عطا فرمائی اور میں نے "اعمال حزب البحر" کا یہ دوسرا حصّہ لکھ دیا، میں نے اس کتاب میں بہت سے راز عملیات کے اس نیت سے ظاہر کئے ہیں کہ منکروں کی غلط فہمیاں بھی دور ہو جائیں اور معتقدوں کو فائدہ بھی حاصل ہو اور اہل عقل اپنے عقلی معیار اور عقلی نظر سے بھی ان چیزوں کو دیکھ سکیں

اور رہا ن سکیں، یہ سب بشری اور انسانی کام تھا۔ اس کے بعد اس کا اثر اور قبولیت اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔ اس لئے میں نہایت عاجزی کے ساتھ یہ دعا پڑھ کر اپنی تحریر ختم کرتا ہوں۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

یا اللہ ہماری ان کوششوں کو مقبول فرما کہ تو ہی سب سے بڑا سننے والا اور جاننے والا ہے آمین۔

(امام المشائخ حضرت خواجہ) حسن نظامی (دہلویؒ)

۸ رجب ۱۳۴۹ھ / ۳۰ نومبر ۱۹۳۰ء

اس کتاب کا پہلا حصہ

اعمال حزب البحر بھی تیار ہے۔ اور قارئین کو یہ سنکر خوشی ہوگی کہ نئے ایڈیشن میں بعض خاص الخاص اور راز کے اعمال بھی درج کر دیئے گئے ہیں۔

نئے ایڈیشن میں

پانچ نئے اعمال سورۂ فاتحہ کے ہیں، اور سات نئے و بے مثل اعمال سورۂ بقر کے ایسے ہیں کہ ان سے دین و دنیا کا ہر کام ہو سکتا ہے، اور سب سے بڑی چیز یہ ہے کہ "تقدیر بدلنے کا عمل" بھی درج کیا گیا ہے، جو حضرت خواجہ صاحب قبلہ رحؒ نے سنہ ۱۹۴۶ء میں خاص خاص محرم راز مردوں اور عورتوں کے لئے قلم بند کیا تھا۔

ھدیہ: مجلد دو روپے ۵۰ پیسے علاوہ محصول ڈاک

ملنے کا پتہ: خواجہ اولاد کتاب گھر ڈاک خانہ حضرت نظام الدین اولیاؒ نئی دہلی ۱۳